بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

مسلسل اشاعت کے چھیالیس سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

550

رجب۔ شعبان ۱۴۳۲ھ

جون 2011

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمدللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک و بیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کیلئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ رقوم چیک ڈرافٹ، پے آرڈر یا آن لائن کی جاسکتی ہیں۔ **واجرکم علی اللہ**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

یو بی ایل اکوڑہ خٹک	نیشنل بینک اکوڑہ خٹک	مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ
برانچ کوڈ (0288)	برانچ کوڈ (1520)	11240201001102-6
اکاؤنٹ نمبر 100-0001-7	اکاؤنٹ نمبر 17-5	

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر ---- 46
شمارہ نمبر ---- 09
رجب، شعبان ۔ ۱۴۳۲ھ
جون ---- ۲۰۱۱ء

اے بی سی آڈٹ

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ تعداد اشاعت

12-7-2

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز ● مشاہیر (مکتوبات) بنام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق و مولانا سمیع الحق مدظلہ کی متعدد ضخیم جلدوں میں اشاعت۔ مشاہیر کتاب کا پیش لفظ۔ افغانستان سے امریکی افواج کا انخلاء۔ دارالعلوم دیوبند کے مفتی مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحی کی رحلت۔ برصغیر کے نامور مؤرخ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کو صدمہ......راشد الحق سمیع حقانی ۲

● دنیا کی محبت اور علامات قیامت ....حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۱۳

● شہر خیر و برکت ماہ رمضان کی آمد آمد اور ہمارے اسلاف ....مولانا حذیفہ وستانوی ۱۹

● امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا مختلف جماعتوں سے خطاب ....افادات: حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ۲۳

● پاکستان پر امریکی حملہ۔ سانحہ ایبٹ آباد ....جنرل مرزا اسلم بیگ ۲۷

● مجالس شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی قدس سرہ ....مولانا محمد امیر بجلی گھر ۳۱

● امام زہد حضرت بشر حافیؒ شائقین علم کیلئے ایک مثالی نمونہ ....مولانا محمد قیصر حسین ندوی ۳۵

● عظیم مفتی و مصنف مفتی ظفیر الدین مفتاحی کا سانحہ ارتحال ....مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ۳۷

● ایک مہاجر فی سبیل اللہ کی حیات و خدمات ....مولانا محمد ابراہیم خلیل ۴۰

● ترغیب و آداب ادائیگی زکوٰۃ ....مولانا انیس احمد مظاہری ۴۴

● قاطع جدیدیت اور مغربیت (جناب سید خالد جامعی صاحب' ایک تعارف) ......مولانا محمد اسلام حقانی ۴۸

● فضلائے حقانیہ کی تالیفی اور تصنیفی خدمات ....مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۵۴

● عرش کو بھی اس تسلسل جانفزا پر ناز ہے ....(نظم) ....مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی ۵۹

● دارالعلوم کے شب و روز ....جناب شفیق الدین فاروقی ۶۱

● تعارف و تبصرہ کتب ....ادارہ ۶۴

کمپوزنگ: بابر حنیف

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Fax(0923)630922 Email: editor_alhaq@yahoo.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250' بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز:

مشاہیر (مکتوبات) بنام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ و مولانا سمیع الحق مدظلہ کی متعدد ضخیم جلدوں میں اشاعت

الحمدللہ مقام شکر و امتنان ہے کہ دارالعلوم حقانیہ جس کی بنیاد اخلاص و تقویٰ اور للھیت پر رکھی گئی تھی اپنے تمام اغراض و مقاصد کے حصول میں نہ صرف کامیاب رہا ہے بلکہ روز بروز دن دگنی اور رات چوگنی ترقی نصرت خداوندی کے طفیل حاصل کر رہا ہے، اسی سلسلے کی ایک تازہ کڑی مہتمم دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا وہ تاریخی اور منفرد کارنامہ ہے جس نے اردو ادب کی روایات میں ایک شاندار اور روشن باب کا اضافہ کر دیا ہے۔ مکتوبات اور خطوط کی اشاعت تو روز اول سے اردو اور دیگر زبانوں میں ہوتی چلی آ رہی ہے لیکن خطوط کی (چار ہزار سے زائد) کثیر تعداد ایک دو افراد کے نام جمع ہونا اور پھر اسے آٹھ ضخیم جلدوں میں شائع کرانا یقیناً ایک بہت بڑا علمی، تحقیقی و ادبی کارنامہ ہے۔ یہ خطوط کا مجموعہ تقریباً پون صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی کئی دہائیوں کی محنت شاقہ کا ثمر اور نتیجہ ہے۔ اس میں دارالعلوم حقانیہ کی مکمل تاریخ حضرت مولانا عبدالحقؒ کی سحر انگیز اور ہر دلعزیز شخصیت کے مختلف پہلوؤں مثلاً دارالعلوم دیوبند سے وابستگی، زمانہ تدریس، اساتذہ و مشائخ سے تعلق اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی ساری زندگی کی سیاسی، علمی، ادبی اور خصوصاً صحافتی زاویوں پر مکمل روشنی پڑتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں پاکستان و ہندوستان اور خصوصاً جہاد افغانستان و عالم اسلام کی تمام معروف تحریکات پر بھی بڑی تفصیل کے ساتھ خطوط کے ذریعے رہنمائی ملتی ہے۔ الغرض ان آٹھ جلدوں کے ذریعے سات سمندروں کا پانی ایک کوزے میں کشید کر کے بڑی کامیابی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ ذیل میں کتاب کی چند اہم خصوصیات اور نکات قارئین الحق کی دلچسپی کے لئے درج کئے جا رہے ہیں۔

تقریباً پون صدی پر مشتمل اساطین علم و ادب، علماء و محدثین، مشائخ و اکابرین امت، نامور اہل قلم شہسواران صحافت، دانشور و مصنفین، سیاسی زعماء حکمران و سلاطین کے مکتوبات نگارشات، تاثرات اور احساسات کا مجموعہ علمی، فقہی، مذہبی مسائل، ملکی تحریکات و بین الاقوامی سیاسی اتار چڑھاؤ اور عالم اسلام کو درپیش بحرانوں کے مد و جذر پر ارباب فکر و دانش کے خیالات و افکار کا ایک بڑا ذخیرہ مولانا سمیع الحق کے قلم سے ادبی تعارفی حواشی اور توضیحات مشاہیر کے خطوط کے عکسی نمونے

☆ خطوط کی تعداد و شخصیات کے حوالے سے اردو ادب کی تاریخ میں پہلا قابل قدر گرانقدر اضافہ۔

☆ کسی ایک خاندان کی دو شخصیات کے نام پر اتنی کثیر شخصیات کے مکاتیب کا پہلا مجموعہ۔

☆ پون صدی کی علمی، تاریخی، ادبی، سماجی، سیاسی اور صحافتی شخصیات کے ہزاروں غیر مطبوعہ خطوط کی پہلی بار اشاعت

☆ ایک ایسی ریفرنس بک (حوالہ جاتی کتاب) جس سے سینکڑوں شخصیات کے سوانح مرتب ہو سکتے ہیں۔ اور جس سے دینی، سیاسی، قومی اور ملی تحریکات کی جامع تاریخ بھی مرتب ہو سکتی ہے۔

☆ ہزاروں تعداد پر مشتمل نایاب ترین خطوط، جس میں اہم شخصیات کے تذکرے بھی ہیں، سوانح بھی، علمی مباحث بھی ہیں اور ادبی شہ پارے بھی، تاریخ بھی ہے تنقید بھی۔

☆ جسمیں اہم سیاسی اور تاریخی واقعات کے رازوں کو آشکارا کیا گیا ہے جس سے ایک مؤرخ آسانی ماضی کو دیکھ کر حال اور مستقبل کی تاریخ مرتب کر سکتا ہے۔ ہر شخصیت کی تصویر اسکے اپنے الفاظ وخیالات کے آئینے میں۔

☆ ہر مکتوب نگار پر مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے سحر انگیز اور شعلہ بار قلم سے معتدل، جامع اور تحقیقی تبصرے وحواشی۔

☆ حقانی فضلاء وحقانی برادری سے وابستہ جملہ افراد کے لئے ایک قیمتی تحفہ اور انڈکس ہے۔

☆ جسمیں مادر علمی دار العلوم حقانیہ کی سلسلہ وار تاریخ، بانیین، مہتممین، منتظمین، معاونین کے تذکرے وتعارف۔

☆ قومی، ملی، سیاسی، سماجی، دینی، علمی، صحافتی اور جہادی میدانوں میں دار العلوم حقانیہ اور اسکے فضلاء کا کردار اور کارنامے۔

☆ عالم کفر سے برسر پیکار حقانی فضلاء اور شہداء کے ایمان افروز حالات وواقعات۔

☆ عالم اسلام کے صدور وسلاطین اور اہم حکومتی شخصیات کا بانی دار العلوم حقانیہ اور مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے اہم موضوعات پر تبادلہ خیال۔ اپنے موضوع اور مشمولات پر اپنی نوعیت کی پہلی منفرد کتاب۔

تمام آٹھ جلدوں کی مختصر تفصیل بھی یہاں پر قارئین کی سہولت کے پیش نظر درج کی جارہی ہے

نوٹ: مکتوب نگاروں کی ترتیب فرق مراتب کا لحاظ کئے بغیر حروف تہجی الف باء تا کے مطابق رکھی گئی ہے۔

جلد اول: مکتوبات بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق" (صفحات ۷۰۴)

مکتوبات بنام مولانا سمیع الحق کی تفصیل

اکابر برصغیر پاک وہند بشمول بنگلہ دیش کے خطوط (چار جلدوں پر مشتمل)

جلد دوم: اب پ ...... صفحات: (۵۱۶) **جلد سوم:** ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ز س...... صفحات (۵۶۸)

جلد چہارم: ش ص ض ط ظ ع .... صفحات (۶۵۸)

جلد پنجم: غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی........................ صفحات (۵۱۲)

جلد ششم: افغانستان (جہادی مشاہیر کے خطوط، جہادی رپورٹیں، شہداء، تحریک طالبان پر مشتمل تفصیلات گویا جہاد افغانستان اور جامعہ حقانیہ مستقل ایک جلد (صفحات تقریباً ۵۰۰)

جلد ہفتم: بیرونی ممالک ایران، عالم عرب، افریقہ، سنٹرل ایشیاء، فار ایسٹ، امریکہ اور یورپی ممالک...... (صفحات ۵۰۰ سے زائد)

جلد ہشتم: ضمیمہ جات، اضافات اور توضیحات پر مشتمل مستقل جلد

کتاب کا ضخیم مقدمہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بڑی محنت اور دلچسپی کے ساتھ لکھا ہے۔ کتاب اور مقدمہ کے پیش نظر اسے بھی ادارتی صفحات میں شائع کیا جارہا ہے۔ جس سے اس عظیم کتاب کی مکمل ترتیب وتدوین اور اشاعت کی تاریخ قارئین الحق کے سامنے آشکارا ہوجائے گی۔

ازقلم: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

مشاہیر کتاب کا پیش لفظ

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

لِلّٰہ الحمد ھر آں چیز کی خاطرمی خواست　　آخر آمدز پس پردہ تقدیر پدید

خداوندِ علیم وخبیر نے پڑھنے پڑھانے اور خط و کتابت کی قوت انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے خمیراور بنیادی عناصر میں ڈال دی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام ہی مکتب علم ومعرفت کے پہلے ہونہار شاگرد تھے۔ جنھوں نے تمام علوم ومعارف کا اخذ براہ راست خالق ارض وسما' اور مبدأ فیض ازل سے حاصل کیا اور پھر آدمؑ سے لے کر آج کے عہدِ جدید تک کرۂ ارض پر علم اور قلم وقرطاس کی حکمرانی قائم ودائم ہے۔ آج اس جہان رنگ و بو کی تمام بوقلمونیاں اور رنگینیاں' قلم وقرطاس ہی کی مرہون منت ہیں۔ انسان جو نطق کی خصوصی خلعت فاخرہ سے متمیز کیا گیا تھا اور اس کی ارتقاء و ابتدائے آفرینش میں یہی خصوصیت اس کی پہچان اور آن بان کا واحد ذریعہ تھی لیکن تغیر و جدت پسند فطرت نے اسے بولنے تک محدود نہ رکھا اور معاشرت میں زندہ رہنے' آگے بڑھنے اور عظیم مقاصد کے حصول کیلئے صرف بول چال ہی کافی نہ ہوسکی بلکہ خداوند کریم کی توحید کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے کیلئے بول چال سے بڑھ کر ایک اور مرئی ابلاغی قوت کی ضرورت محسوس ہوئی تو قدرت نے اس کے اندر کتابت کے ملکہ کے ذریعے اس کی چھپی ہوئی خداداد صلاحیتوں اور فکر و تخیل اور مافی الضمیر کے اظہار کیلئے آہستہ آہستہ اسے خط و کتابت کی طرف مائل کرادیا اور یوں انسان ''حیوانِ ناطق'' سے مزید نمووترقی کرتا ہوا ''حیوان کاتب'' کا اعزاز پاتا ہوا اس زمین پر اللہ کی نائبیت کی اوج ثریا تک پہنچ گیا۔ آغاز وحی اقراء کے ساتھ علم بالقلم اسی شرف خلافت کی غماز ہے اور اس کے کاتب وحی ہونے کے امتیاز کو آشکارا کرتا ہے۔

انسان کے اس سفر علم وآگہی میں آسمانی کتابیں وصحائف قدم قدم پر انسان کی رہنمائی کرتی رہیں اور یوں آب وگل کا ایک حقیر قطرہ اور جہل و بے علمی کا ذرہ صدف کمال (سیپی) میں رہنے کے بعد ایک ایسا موتی وگوہر نایاب بن گیا جس کی چمک دمک سے آج کرۂ ارض کا رُواں رُواں اور ذرہ ذرہ تجلی طور کا منظر پیش کر رہا ہے۔ اسی طرح خط و کتابت کی اہمیت کا اندازہ رہبر انسانیت ﷺ کے ہاں بھی مسلم تھی اسی لئے تو آپ ﷺ نے دنیا بھر کے چیدہ چیدہ حکمرانوں کو توحید کی دعوت سے مہکے ہوئے اور رشد وہدایت کی روشنی سے منور مکتوبات لکھے اور اہتمام کے ساتھ بھجوائے۔ پھر انہی انقلابی خطوط اور تحریری دعوتی پیغامات قبول کرنے سے کرۂ ارض کی سوئی ہوئی تقدیریں کئی تو جاگیں اور کئی سلطنتیں ان مقدس خطوط کو ٹھکرا اور پھاڑ کر خود بھی ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئیں۔ الغرض مکاتیب وخطوط کا دنیا بھر میں اثر ونفوذ عالمگیر اہمیت کا حامل ہے بالخصوص اسلامی تہذیب وتمدن اور معاشرت میں تو یہ ایک ایسا انمٹ نقش ہے جس پر پورے عالم اسلام کی دعوتی' تبلیغی'

دینی، علمی، ادبی، تحقیقی، معاشرتی، تہذیبی، تمدنی اور سیاسی عمارت کا نقشہ استوار ہے۔ مکاتیب مسلمانوں کے ہر دور اور ہر زمانے کی تاریخ کا وہ روشن آئینہ ہے جس میں اکابرین وسلاطین کے ہر قسم کے کردار وسیرت آج ہمارے سامنے عیاں ہے۔ نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ اور اہل بیتؓ کی شہادت کے دل فگار واقعہ شہادت میں بھی کوفے والوں کے خطوط کا بڑا عمل دخل رہا ہے' انہی فرضی خطوط نے عالم اسلام کی داستان کو خونِ ناحق سے رنگین کیا۔ اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے انقلابی مکاتیب نے بھی دعوت واصلاح کے میدان میں ایسے یادگار وزندہ جاوید نقوش چھوڑے جو بڑے بڑے فصیح وبلیغ واعظوں اور آتش نوا مقرروں کے وعظ وبیان سے بھی شاید نہ ہوسکتے۔

خطوط لکھنے کا رواج اور قرینہ دنیا بھر کی مہذب اقوام وملل میں ہمیشہ سے ایک خاص اہمیت کا حامل رہا ہے۔ شروع شروع میں یہ محض بات چیت اور پیغام رسانی وکاروباری لین دین کا ایک موثر ذریعہ تھے۔ پھر بعد میں آہستہ آہستہ یہ مختلف الجہت علمی وادبی مقاصد کیلئے بھی لکھے جانے لگے اور انسان اپنے بے پایاں ''غبارِ خاطر'' کے اظہار کے لئے سینہ قرطاس پر قلم کے ذریعے رنگ بکھیرنے لگا اور یوں خلوت میں جلوت کے نئے دستور کا اضافہ ہوا۔ پھر خط کے بدولت ہی ہجر وصل میں تبدیل ہوا اور عالم بیکراں کے لامحدود فاصلے خط وکتابت کے ذریعے ایک ہی جست میں طے ہوگئے۔ فکر وتخیل کی پرواز لفافوں اور کاغذی پیراہنوں میں پرندوں کی مانند اڑنے لگے۔ شوخی تحریر قوس قزح میں ڈھلنے لگی اور دلی خیالات وجذبات اور ذہنی وفکری انقلابات وتصورات پردہ ذہن سے اُچھل اُچھل کر کتاب وکاغذ کی زینت بننے لگے اور عشق ومحبت کے سحر میں مبتلا مریضوں اور عقیدت میں جڑے ہوئے مریدوں کیلئے بھی نامہ وپیام کا ملنا نصف ملاقات بن گیا۔ اور عاشق نامراد کے دل صد پارہ کے ٹکڑے الفاظ وحروف میں ڈھل ڈھل کر معشوق کے دلِ مغرور میں شورِ قیامت برپا کرنے لگے۔ اور اسی طرح نظریات وعقائد ''پیغامبر'' کی صورت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے لگے۔ پھر خصوصاً شعروادب کی ترقی وتشہیر کیلئے تو خطوط کی صنف نے ایک ایسا لازوال کردار ادا کیا کہ بعض اوقات تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ صنف باقی تمام اصناف پر بازی لے گئی ہے۔ آج زبانِ اردو ہی کو لیجئے جو اپنی مختصر تاریخ کے پیراہن میں مکاتیب اور خطوط کا ایک ایسا ذخیرہ سنبھالے ہوئے ہے جسکا مقابلہ دنیا بھر کی قدیم زبانوں سے آج بڑے فخر کیساتھ کیا جاسکتا ہے۔ بزم اردو مرزا غالب' حالی' حضرت العلامہ شبلی نعمانیؒ' امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت العلامہ سید سلیمان ندویؒ اکبر الہ آبادیؒ حبیب الرحمٰن شیروانی' مولوی عبدالحقؒ اور حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ وغیرہ وغیرہ کے لازوال مکتوب نگاری سے جگمگا رہی ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور احقر ناچیز سمیع الحق کے نام مکاتیب کا یہ پہلا ذخیرہ پون صدی سے زیادہ عرصہ کے علمی ادبی سیاسی روحانی شخصیات کے خطوط پر مشتمل ہے جس کا پیش نظر مجموعہ شیخ وقت محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا

عبدالحقؒ کے نام لکھے گئے خطوط پر مشتمل ہے اس کے بعد احقر کے نام مکتوبات ہیں جو حروف تہجی کی ترتیب سے کئی جلدوں میں مرتب ہوئے ہیں۔ ابھی شعور کا آغاز ہی تھا اور پورے طور پر علم وفن کے مبادی سے بھی ناواقف تھا عمر آٹھ نو سال کے لگ بھگ تھی حضرت والد ماجد نور اللہ مرقدہ کی روزانہ کی ذاتی ڈاک میں کتب کیساتھ ساتھ خطوط کی خاصی تعداد بھی ہوتی اور یہ خطوط میرے بچپن کے ذوق وشوق کا پہلے پہل سامان بن گئے بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ دوات کی سیاہی کی خوشبو' قلم کی روانی کا نغمہ' صریر خامہ کا بانکپن اور رنگ برنگ لفافوں اور خطوط کی چمک دمک گویا میری گھٹی میں شامل ہوگئی تھی۔ اسی لئے میرے بچپن کے زمانے کے کھلونے غالباً پہلے پہل یہی قلم دوات' خطوط' رنگین کارڈ اور ٹکٹ رہے ہوں گے۔ راقم آٹھ نو برس ہی سے ان خطوط کو جمع کرنے کے شوق میں مبتلا ہوگیا اور وہ بھی بغیر کسی تحریک اور ایماء کے حالانکہ ابھی عقل و شعور میری عمر کے ننھے کارواں سے کوسوں دور تھا لیکن وجدان اور لاشعور کی غیر مرئی طاقتوں نے اسے اپنے لئے زندگی کا سب سے اہم مشغلہ بنالیا۔ حضرت والد ماجدؒ کے چارپائی کے سرہانے لگی ہوئی کتابوں سے بھری ہوئی الماری کے ایک کونہ میں لٹکا ہوا سبز رنگ کا مخملی تھیلہ میرے لئے جاذب نظر بنا رہتا۔ اس تھیلہ میں حضرت قدس سرہٗ اپنے اکابر اساتذۂ دیوبند اور اہم احباب اور دوستوں کے آئے ہوئے خطوط ڈالتے اور غالباً صرف تبرک اور تذکر کے طور پر یہ عام خطوط کی طرح ضائع ہونے کی چیز نہیں میرے شوق تجسس حضرت کی غیر موجودگی میں اسے ٹٹولنے پر مجبور کردیتا، ان خطوط کے لکھنے والوں کے دستخط مثلاً حسین احمدؒ، اعزاز علیؒ، مبارک علیؒ، محمد طیبؒ وغیرہ مجھے چمکتے ہوئے ہیروں اور نگینوں کے طرح محسوس ہوتے اور دل میں اتر جاتے۔ پھر ساتھ ہی تشویش لاحق ہوتی کہ حضرت کے اردگرد کتابوں رسائل ومجلات اور بکھرے ہوئے درسی افادات اور مخطوطات کے پلندوں میں یہ خطوط کہیں گم نہ ہوجائیں پھر اسی طرح حضرت والد ماجدؒ کی زندگی درس و تدریس اور سیاسی وملی خدمات میں اس قدر الجھی ہوئی تھی کہ انہیں مستقبل میں سنبھالے رکھنا دشوار معلوم ہوتا تھا۔ ہر چند کہ حضرتؒ اپنے کاغذات وغیرہ میں نوعمر بچوں وغیرہ کی مداخلت پر ناراض ہوتے لیکن مجھے جب موقع ملتا ایسے خطوط کو چن چن کر اپنی ذاتی الماری میں محفوظ کرتا رہا۔ بچپن میں ڈاک کے ٹکٹوں، پرانے سکوں اور مختلف ڈیزائن کے ماچس جمع کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان خطوط کو جمع کرنے کا شوق عطا فرمایا۔ اور شاید اس طرح کاتب تقدیر نے میرے ذریعے ان جواہر نما مکاتیب اور تاریخی اثاثے کو اہتمام کے ساتھ محفوظ کرایا' تاکہ یہ خیر کثیر امت کے سامنے آکر" استفادہ اور رہنمائی" کے کام آسکے۔ حتیٰ کہ خطوط کے ساتھ ساتھ لفافے بھی جمع کرتا رہا۔ پھر جوں جوں عقل وشعور کی منزلیں سر کرنے لگا تو ان کی قدر واہمیت اور بھی سامنے آتی گئی۔ زیر ترتیب مجموعہ مکاتیب میں تقریباً پون صدی کے قریب حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ اور راقم کے نام آئے ہوئے اکثر وبیشتر خطوط جمع کردیئے گئے ہیں۔ ابتداء میں اور نہ کبھی بعد میں انہیں شائع کرنے کا خیال تک نہیں آیا۔ خطوط جمع کرتے کرتے والد ماجد قدس سرہٗ کے نام آئے ہوئے روزانہ آنے والے ڈاک کو ان کے پڑھنے اور جوابی کاروائی کرنے کے بعد کھنگالتا اور جانی پہچانی کسی بھی شخصیت کے خطوط الگ کرتا کہ

ان خطوط میں حضرت شیخ الحدیث سے تعلق، دارالعلوم حقانیہ کے مرحلہ بہ مرحلہ ادوار اور تاریخ سے کسی نہ کسی وابستگی کا اظہار ہوتا۔ پھر بعض مکتوب نگار عرف عام میں اجلہ مشاہیر نہ بھی ہوتے مگر حضرتؒ یا دارالعلوم کے خصوصی خدام معاونین اور حلقہ احباب کے حیثیت سے ان کا تذکرہ اور تاریخ مکتوبات کے حوالہ سے محفوظ رکھنے کے قابل تھے۔ مثلاً مولانا عبداللہ عرف باجوڑ استاذ حضرتؒ کے خادم خاص قدیم مسجد کے موذن بلالی شان اور صفات کے حامل تھے اس دور کے اکابر فضلاء حقانیہ کے سامنے انکی درد وسوز سے بھری ہوئی زندگی ایک مثال تھی۔ اسی طرح حاجی غلام حسین پوسٹ ماسٹر کی حضرت شیخؒ سے عشق وشیفتگی اور انکے درس وتدریس میں والہانہ شرکت اور دیگر امور زندگی میں والہانہ دلچسپی کے باعث ان کے تذکرہ کو بھی محفوظ رکھنا ان کے شایان شان تھا۔ حضرتؒ کے برادر نسبتی میرے ماموں صاحبان اور حضرتؒ کے ہم زلف میرے خالو صاحبان اور ننھیال اور ددھیال کے دیگر اکابر معروف معنی میں مشاہیر نہیں تھے مگر انکے خطوط میں حضرتؒ کے ساتھ عقیدت وخلوص اور عظمتوں کے اعتراف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرتؒ گھر سے باہر اپنوں اور غیروں میں نہیں بلکہ معاصرین اور عمر رسیدہ گھر کے افراد کے نظروں میں بھی ایسے ہی محترم ومکرم تھے جبکہ عموماً ایسی صورتحال نہیں پائی جاتی بلکہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھانے کے برعکس یہاں اندرون خانہ اہل وعیال کے دلوں میں بیرونی معتقدین سے بھی زیادہ عقیدت ومحبت کا عالم تھا ان میں وہ جانباز وجانثار بنیادری اراکین دارالعلوم حقانیہ بھی شامل ہیں جنہوں نے شیخ الحدیث مرحوم کے تمام تعلیمی اداروں "انجمن تعلیم القرآن" "مدرسہ اسلامیہ تعلیم القرآن" اور پھر دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس وتعمیر میں دن رات ایک کیا اور انہی کے اخلاص وتقویٰ اور تعاون پیہم کی بنیادوں پر علم وحکمت کا یہ شاندار محل دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں آج کھڑا ہے۔ چنانچہ مکاتیب کی شکل میں کسی نہ کسی مناسبت سے انکا ذکر بھی باقی رکھنا ضروری تھا۔

حضرت شیخؒ کے دارالعلوم دیوبند کے درس وتدریس اور بعد میں تعلیمی، تدریسی، سیاسی، روحانی ادوار پر ان خطوط کے حوالہ سے کافی روشنی پڑتی ہے (تقریباً ۱۹۳۰ء کے بعد سنہ وفات ۱۹۸۸ء تک) مگر حضرتؒ کے نام آئے ہوئے پچاس ساٹھ سال کے خطوط، جو زمانہ کے حوادث سے محفوظ رہے پیش نظر جلد کی صورت میں شائع کئے جارہے ہیں اس کے بعد احقر ناچیز کے نام اکابر ومشاہیر علم وادب کے خطوط کا ایک بڑا ذخیرہ ہے جو ان شاءاللہ متعدد جلدوں میں آرہا ہے۔

؎ تاریخ واقعات شہاں نانوشتہ اند افسانہ کہ گفت نظیری کتاب شد

[بادشاہوں کے واقعات کی تاریخ تو ضبط تحریر میں نہ لائی جاسکی البتہ نظیری نے (واردات قلب) کا جو قصہ الم چھیڑا تو پوری کتاب ترتیب پاگئی]

اللہ تعالیٰ کا احقر گنہ گار پر یہ ایک عظیم احسان وکرم ہے کہ اس نے اپنے وقت کے اولیاء ومشائخ اساتذہ، زعما اور احباب کے دلوں میں مجھے جگہ عطا فرمائی اور ان کی محبوبیت سے نوازا۔ ان کی دعاؤں شفقتوں اور محبتوں سے خطوط کے ذریعہ بھی مالا مال ہوتا رہا۔ پھر ۱۹۶۵ء میں حق تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ ماہنامہ "الحق" کے نام سے اس وادی بے برگ وگیاہ میں ایک

علمی وادبی مجلہ جاری ہوا اس مجلہ کے پہلے ہی شمارے سے اللہ تعالیٰ نے علمی ادبی سیاسی اور ثقافتی آسمانوں کے درخشندہ ستاروں کو اس طرف متوجہ کیا اور ناچیز کے نام پیغامات اور محبت ناموں کا تانتا لگ گیا اور بحمد للہ چھیالیس سال سے یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ ان سب خطوط کو میں بڑے اہتمام سے الگ الگ فائلوں میں رکھتا اور فوٹوسٹیٹ نہ ہونے کی صورت میں اسے ضائع ہونے کے خطرے سے خود یا عزیز تلامذہ سے کاپیوں میں قلمبند کراتا رہتا' بعد میں کمپیوٹر کے ذریعہ اس کی کمپوزنگ کا آغاز ہوا' علمی استعداد کی کمی کی وجہ سے اکثر کمپوزر عربی' فارسی' پشتو خطوط کا حلیہ ہی بگاڑ دیتے' جس کی وجہ سے وہ سارا کام پھر سر نو شروع کرانا پڑا' پھر بعض خطوط پڑھے بھی نہ جاتے کیونکہ ستر' اسی برس پرانے وبوسیدہ خطوط سے موضوع نکالنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا اسی طرح ہر مکتوب نگار کا اپنا انداز ہوتا ہے۔ مثلاً علامہ عبدالماجد دریاآبادیؒ کے آخری دور کے خطوط کا محدبی شیشے لگا کر بھی پڑھنا مشکل ہوتا۔ بعض مکتوب نگار اکابر علم وفضل علاقائی زبانوں کی وجہ سے اردو تحریر اور خطوط نویسی کے تکلفات اور تقاضوں سے نابلد بھی تھے جبکہ ان کے سامنے کسی ایسے خط کی اشاعت کا تصور بھی نہیں تھا' وہ بے تکلفی سے گلابی اردو یا پشتو یا عربی میں اپنا مافی الضمیر لکھ دیتے وہ تذکیر وتانیث اور رسوم تحریر کے بندھنوں سے بھی آزاد تھے' ان کے خطوط کسی طرح کے اصلاح وترمیم سے بے نیاز رکھے گئے کہ

ع		آنچہ از دل خیزد بر دل ریزد		بہرحال کچھ برسوں سے کئی حضرات اس بات کی خواہش کرتے رہے کہ اس عظیم ''نسخہ ہائے وفا'' کو کیوں نہ شائع کر کے ہمیشہ کیلئے محفوظ کیا جائے۔ دارالعلوم حقانیہ نے جہاں الحمد للہ اسلام اور علوم اسلامیہ وعصریہ کی ان پینسٹھ سالوں میں جو بے مثال خدمت کی ہے' اس کا ایک اور عظیم پہلو اور سرمایہ بھی امت کے سامنے لانا چاہیے تو اسی جذبے کی وجہ سے میں نے کئی دفعہ عزم کیا کہ اس پون برس کی علمی وتحقیقی ادبی عظیم روایات اور تہذیب وتمدن کے لازوال اثاثے کو ترتیب دے کر شائع کرنے کی سعادت حاصل کروں لیکن اپنی پے درپے سیاسی اور دارالعلوم کی تدریسی اور انتظامی ذمہ داریوں کی بدولت یہ جذبہ اور ارادہ ایک سراب ہی نظر آنے لگا۔ کئی دفعہ کمر ہمت باندھنے لگا لیکن قدرت کے مقرر کردہ نظام الاوقات کے فیصلوں کے مطابق اس پر عمل درآمد کی فوری صورت سامنے نظر نہ آسکی۔	**کل امرٍ مرھون باوقاتہ**	ہزاروں خطوط اور سینکڑوں بکھری ہوئی فائلوں سے بھرے ہوئے مکتوبات کے عظیم ذخیروں کو از سر نو ضبط وترتیب دینا کوہ ہمالیہ کو سر کرنے کے مترادف تھا۔ بہرحال اور بالآخر قدرت نے اس عاجز وناتواں کو اس عظیم کام کی طرف یکسوئی کے ساتھ مائل کر ہی دیا اور یوں بکھرے سمندر کی موجوں کو کوزے میں سمیٹنے کا موقع مل گیا۔ اس دوران ہمیشہ دل میں یہ کھٹکا رہتا کہ کہیں کسی حادثے اور ناگہانی آفت کے نتیجے میں یہ عظیم ذخیرہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی۔ پچھلے سال 2010ء میں صوبہ سرحد میں خطرناک تباہ کن سیلاب میں جب پانی دارالعلوم کی حدود کے قریب پہنچنے لگا اور اطلاع تھی کہ پشاور میں ایک ڈیم بھی ٹوٹ گیا ہے' تو سب سے پہلے آدھی رات کو یہ سارا قیمتی اثاثہ اور کمپیوٹرز سمیت ایوان شریعت کی عظیم بلند بلڈنگ کی چھت پر پہنچایا گیا۔

پھر دوسرے کا غذات وضروریات وغیرہ اور بعد میں اہل خانہ اور بچوں کی حفاظت کا خیال آیا۔ بہر حال الحمدللہ نصف درجن سے زائد ضخیم جلدیں اب تک تیار ہو چکی ہیں' اس طرح میں نے اس بات کا اہتمام خصوصی طور پر کیا کہ ہر مکتوب نگار کا کچھ نہ کچھ مختصر تعارف بھی قارئین کے سامنے آنا چاہیے اور پھر ہر خط کے عنوانات بھی قائم کیے تا کہ قارئین کی سہولت اور ان کی دلچسپی آخر تک برقرار رہے۔ چنانچہ متعدد ضخیم مجلات پر مشتمل خطوط کے اس بحر بیکراں کیلئے سفینہ بھی کافی نہیں تھا کہ وہ اسکی گہرائیوں میں اتر کر علم و تحقیق فنون وافکار کے موتی نکال لائے' یہ ساری محنت خطوط کے اہم نکات کو موضوع وار ظاہر کرنے کی ضرورت تھی اس کیلئے میں نے از سر نو اس بحر بیکراں کی غواصی شروع کی اور ہر خط کے اہم مندرجات' متعلقات کو موضوع اور عنوان کے ذریعہ اجاگر کیا جس کی ساری تفصیلات فہرستوں کی شکل میں مرتب کی گئیں' اس طرح ہر متلاشی علم و ادب فہرستوں پر ایک نظر ڈال کر اپنے مطلوبہ مواد اور دلچسپی کے امور تک پہونچ سکتا ہے' فہرست کی صورت ہر ضخیم جلد کا نچوڑ اور خلاصہ سامنے رکھ دیا گیا ہے۔

مکتوب نگار اور مکتوبات کا پس منظر اور مندرجہ امور کی توضیح وتشریح کے بغیر اس سے پورا فائدہ اٹھانا بھی مشکل مرحلہ تھا' اس لئے ترتیب اور عنوان بندی کے بعد احقر نے مختصر توضیحی حواشی پر محنت کی۔ شخصیات کے بارہ میں اپنے تعارفی تاثرات میں کوئی خاص اہتمام تو نہیں کیا بلکہ کیف ما اتفق کچھ کچھ سطریں لکھیں' کبھی قلم میں آمد نہ ہوتی تو مجبوراً سبھی خانہ پری پر اکتفا کرتا۔ اگر چہ اس طرح ع حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا ...... افسوس کہ بہت سے حضرات کے بارہ میں تعارف اور تبصرہ کی نوبت ہی نہ آسکی۔ اسی طرح جہاں کہیں اکابر امت کے نظریات یا راقم کے افکار کے خلاف کوئی بات آئی ہے تو راقم نے حواشی میں اس کی وضاحت کی ہے۔ مکاتیب کو جوں کا توں شائع کرنے پر تمام مکتوب نگار شخصیات اور اہل قلم سے پیشگی معذرت خواہ ہوں کیونکہ خطوط کی عام اشاعت ہمیشہ مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے۔ لیکن نامور لوگوں اور مشاہیر کے خطوط پبلک پراپرٹی تصور کیے جاتے ہیں۔ اسی لئے ہمیشہ سے یہ من وعن ہی چھپتے چلے آرہے ہیں۔ خط جہاں شخصی' ذاتی' باطنی اور سرّی چیز ہے تو وہیں یہ اجتماعی معاشرتی' ظاہری اور آفاقی پیغام بھی سمجھا جاتا ہے۔ کسی بھی شخصیت کی مکتوب نگاری میں اس کی سوانحی جھلکیاں اور اس کے ظاہر و باطن کی تمام خوبیاں وخامیاں بغیر کسی تصنع وبناوٹ کے سامنے آجاتی ہیں۔ اس طرح یہاں یہ وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یقیناً کئی حضرات کے خطوط غیر دانستہ طور پر اس اشاعت سے باہر رہے ہوں گے تو اس کے ازالہ کیلئے انہیں ایک الگ (ضمنی جلد) میں ان شاء اللہ شامل اشاعت کیا جائے گا۔

خطوط کے ایک بڑے حصہ کا تعلق چالیس پچاس برس کے اجتماعی قومی وملی اور سیاسی امور سے ہے کیونکہ ''الحق'' کے بعد اللہ تعالیٰ نے بعض اہم قومی تحریکوں اور مسائل وحوادث میں ناچیز کو کلیدی مواقع عطا فرمائے۔ مثال کے طور پر ۱۹۷۰ء کا الیکشن اور اس سے قبل اسلامی معاشی نظام' سوشلزم' اسلامی مساوات کے ہنگامہ خیز بحث ومباحثے اور نتیجہ

میں علماء کا مختلف دھڑوں میں تقسیم' اسکے بعد سینٹ میں پیش کردہ ''شریعت بل'' منظور کرانے کیلئے ''متحدہ شریعت محاذ'' اسکے بعد محترمہ بے نظیر بھٹو کے وزارت عظمیٰ پر فائز ہونے کے بعد عورت کی حکمرانی کا مسئلہ اوراس کی مخالفت میں ''متحدہ علماء کونسل'' کا قیام اوراسی قسم کی دینی وسیاسی قوتوں کے اتحاد کا پلیٹ فارم 'اسلامی جمہوری اتحاد' ملک میں فرقہ واریت کی بھڑکنے والی آگ بجھانے کیلئے ''ملی یکجہتی کونسل'' کی تشکیل بھارت میں بابری مسجد کے حادثہ کے بعد تمام دینی جماعتوں کا ''متحدہ دینی محاذ'' کے نام سے اجتماع پھر افغانستان پر یہودی اورصیہونی یلغار کے خلاف تمام اہم دینی' سیاسی جماعتوں کا مشترکہ کونسل' دفاع افغانستان وپاکستان کونسل' مدارس دینیہ کے خلاف سازشوں سے ان مدارس کے تحفظ کی تحریک اور سب سے اہم پچیس تیس سال پر مشتمل ''افغان جہاد'' کا طویل معرکہ ''ام المعارک'' کے زعماء جہاد کے خطوط اوراس جہاد میں جامعہ حقانیہ کا بھرپور حصہ اس میں حقانی شہداء اور جنگی محاذوں کی رپورٹیں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بانی حقانیہ شیخ الحدیثؒ اوراحقر کی وابستگی افغان جہاد سے متعلق یہ سب کچھ ایک مستقل جلد کا تقاضا کررہی تھیں جوالحمدللہ عزوجل برصغیر وپاک وہند کے مکاتیب کے بعد ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے۔ یہ سب کچھ ہماری قومی' ملی' سیاسی اور علمی اجتماعی جدوجہد کی تاریخ کواپنے اندر سمیٹے ہوئی ہے اوران مجموعہ مکاتیب سے اس جدوجہد پر روشنی پڑتی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام پوری قوم اوردینی قوتوں کا ایک اثاثہ ہے مگر بدقسمتی سے سیاسی طریق کاراور پالیسیوں کی وجہ سے یہ اختلافات کا شکار ہوئی۔ (س) اور (ف) کے نام سے دھڑے بندی کی وجوہات پر مکتوب نگاروں نے مختلف زاویوں سے بھی روشنی ڈالی ہے جس سے قارئین حقائق کی تہہ تک پہونچ سکتے ہیں اوراس آئینہ سے ہم دینی اوراسلامی جدوجہد کے مختلف مراحل اوراتار چڑھاؤ کے عروج وزوال کی تصویر بنا سکتے ہیں کیونکہ مشترکہ متحدہ محاذوں کے ذریعہ اس سے وابستہ تمام مسالک ومکاتب فکر کے افکاروکردار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔__ یہاں میں ان تمام حضرات ومعاونین کا تہہ دل سے ممنون ہوں جواس عظیم کام میں میرے ہمراہ کئی سالوں سے دن رات مصروف عمل رہے۔ یقیناً اگر مخلص شاگردوں اورادارے کے افراد کا تعاون شامل نہ ہوتا تو میرے حوصلے اس عمر میں میرا ساتھ نہ دیتے۔ پھر خصوصاً کمپوزنگ سے وابستہ افراد خصوصی تحسین کے لائق ہیں۔__ یہاں پر ایک بڑا ہی تلخ مشاہدہ سامنے آرہا ہے کہ عہد جدید کی ٹیکنالوجی' الیکٹرانک میڈیا' ٹیلی کمیونیکیشن' موبائل فون (موبائل میسجز) اورانٹرنیٹ وغیرہ کی سہولیات نے مکتوب نگاری کے رواج کو بالکل محدود واپاہج کردیا ہے اور مستقبل میں تو مزید نت نئی چیزیں بڑی تیزی کے ساتھ آرہی ہیں جس سے خط وکتابت کے عظیم ورثے کو بڑا خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ اسی لئے مجھے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ یہ عظیم متنوع مجموعہ مکاتیب ایک شاندار عہد اور عظیم الشان تاریخی روایات کا آخری ضخیم ایڈیشن ثابت نہ ہو۔ کاش کہ امت کے نونہالوں کے ہاتھ قلم کی تقدیس' کاغذ کے لمس اور مضمون نویسی ومکتوب نگاری کی لذت سے تادیر آشنار ہیں اور مکتوب نگاری کا فن اور تاریخی روایات قاصد وکبوتر کی پیغام رسانی کی طرح معدوم نہ ہونے پائیں۔ وما علینا الا البلاغ

چند اوراق کتب چند بزرگوں کے خطوط   بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ ساماں نکلا

افغانستان سے امریکی افواج کا انخلاء

شکست وریخت کی جانب امریکہ ونیٹو کا پہلا قدم

بالآخر توقعات کے عین مطابق امریکی صدر اوبامہ نے گزشتہ دنوں افغانستان میں اپنی بے بسی بزدلی اور ہزیمت کا اعلان کر ہی دیا اور کہا کہ امریکی افواج یکم جولائی سے بتدریج افغانستان سے نکلنا شروع ہو جائیگی۔ کروڑوں انسانوں نے یہ عجیب منظر ٹیلی ویژنز کے ذریعے دیکھا جب تنہا سپر طاقت کی دعویدار حکومت کا سربراہ الفاظ چبا چبا کر بلکہ منمنا رہا تھا' خجالت وشرمندگی اور نامہ اعمال کی تیرگی کے باعث اسکے سیاہ رنگت کی سیاہی پورے امریکہ کو بھی اپنے اندر ڈبو رہی تھی۔ کہاں آج سے دس برس قبل صدر بش کا مسلمانوں اور افغانستان کے خلاف صلیبی جنگ کا گرجدار اعلان اور کہاں آج یہ ذلت آمیز رسوائی وپسپائی۔ اللہ سے دور بھاگے ہوئے اور مایوس مسلمان پھر بھی اللہ کی سپر میسی پر یقین محکم نہیں رکھتے' اس واقعے سے بڑھ کر نصرت اور فتح مسلمانوں کیلئے کیا ہوگی؟ کہ کچھ ہی برسوں میں دو سپر پاروں کی مسلمانوں کے ہاتھوں شکست فاش کا منظر انہوں نے از خود دیکھ لیا۔ جہاد افغانستان کے نتائج کا اثر اور معجزہ امریکی معیشت کی تباہی کی صورت میں بھی دنیا کے سامنے آگیا ہے۔ اسے آئندہ ماہ مزید اربوں ڈالرز کے قرضے کی فوری ضرورت ہے۔ اگر یہ قرضے نہ لئے گئے تو کچھ ہی عرصے میں امریکہ دیوالیہ ہونے کی حد پار کر جائے گا۔ امریکہ میں ان دنوں اقتصادی بدحالی کا سونامی آنے والا ہے اور سرمایہ دارانہ نظام کا سفینہ افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں کی ٹکر سے پاش پاش ہونے والا ہے۔ اس سے قبل (سرخ ریچھ) روس کی معیشت اور فوجی واقتصادی تباہی بھی سرزمین افغانستان پر ہوئی تھی۔ تاریخ ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرانے جارہی ہے۔ اگر امریکی معیشت کی زبوں حالی کی رفتار ایسی ہی رہی توان شاء اللہ ۲۰۱۴ء سے پہلے پہلے امریکی افواج مکمل طور پر افغانستان سے بھاگ جائیں گی۔ کیونکہ ایک محتاط سروے کے مطابق ان دس سالوں میں چار کھرب امریکی ڈالرز اس بے مقصد جنگ پر امریکہ اُڑا چکا ہے۔ اور لاکھوں بے گناہ انسانوں کو شہید کر چکا ہے۔ اس موقع پر ہم افغانستان کے سربکف سرفروش اور سربلند افغان مجاہدین کی ہمت وشجاعت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں' جنہوں نے نہتے اور تن تنہا امریکہ' نیٹو اور ان کے اڑتالیس اتحادیوں کی جدید ٹیکنالوجی سے لیس افواج کو بھاگنے اور واپسی کا راستہ دکھا دیا۔ ان شاء اللہ وہ دن بھی دور نہیں جب مکمل آزادی کا سورج سرزمین افغانستان کے افق پر ایک بار پھر طلوع ہوگا۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ' فلک دیکھ' فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

دارالعلوم دیوبند کے مفتی مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحی کی رحلت

دارالعلوم دیوبند کی درخشاں کہکشاں کے روشن ستارے‘ مسند افتاء کی رونق اور وادی علم وادب کے شہسوار حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحی بھی گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔ حضرت مفتی صاحبؒ یوں تو متعدد صفات اور خوبیوں سے مالا مال شخصیت تھے لیکن افتاء وارشاد کے ساتھ انہیں خصوصی شغف تھا۔ اسی لئے زندگی بھر اپنی تمام تر صلاحیتیں اصلاح امت اور مخلوق کی رہنمائی میں صَرف کی۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کا عظیم مجموعہ (۱۲ جلد) انہی کی محنت شاقہ کی بدولت اس کی ترتیب واشاعت ممکن ہوئی‘ جس سے ایک عالم مستفید ہو رہا ہے۔ اسی طرح آپ کی دیگر تصنیفات بھی اکثر حوالے کے طور پر جانی پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً اسلام کا نظام عفت وعصمت‘ نظام امن‘ نظام تعلیم وتربیت‘ تعارف مخطوطات کتب دارالعلوم دیوبند‘ اسلامی نظامِ معیشت‘ دارالعلوم کا قیام اور اس کا پس منظر‘ حضرت نانوتویؒ ایک مثالی شخصیت اور حیات گیلانی وغیرہ وغیرہ اہم تصنیفات ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں مضامین بھی مختلف مجلات کی زینت بنتے رہے۔ مولاناؒ صحیح معنوں میں یادگار اسلاف کا ایک بہترین نمونہ تھے۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند سے وفاداری زندگی کے آخری لمحات تک بڑے احسن طریقے سے نبھائی۔ ادارہ دارالعلوم دیوبند کے تمام اکابرین‘ اساتذہ اور طلباء سے اس عظیم سانحہ پر تعزیت کرتا ہے۔ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے دارالعلوم میں فاتحہ خوانی اور دعا کی گئی۔

برصغیر کے نامور مؤرخ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری کو صدمہ

برصغیر پاک وہند کے نامور مورخ‘ محقق بے بدل‘ متعدد کتابوں کے مصنف اور علمائے دیوبند کے مسلک ومشرب کے شارح اور خصوصاً تحریک آزادی ہند اور پاکستان اور فی زمانہ ابوالکلامیات کے سب سے بڑے محقق وقدر شناس ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری کو گزشتہ دنوں بہت گہرا صدمہ پہنچا۔ ان کے اکلوتے باکمال بیٹے ڈاکٹر شاہد حسین خان بیماری کے باعث انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. جناب ڈاکٹر صاحب ملک وملت کا قابل فخر سرمایہ واثاثہ ہیں۔ ان کی خدمات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں‘ انہوں نے پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ پر اس وقت کام شروع کیا تھا جب پاکستان میں ان دو ہستیوں کا نام لینا بھی جرم تھا۔ لیکن الحمدللہ انہوں نے ان دو حضرات پر اتنا ضخیم اور بڑا کام کر دیا ہے کہ جو کام اکیڈیمیاں اور ادارے نہیں کر سکتے تھے۔ جناب ڈاکٹر صاحب کی ساری داستانِ حیات درد والم اور آزمائشوں سے پُر ہے۔ ہجرت کے موقع پر بھی ان کیساتھ جو کچھ ہوا وہ بھی بڑی دردناک کہانی ہے‘ پھر بعد میں وقتاً فوقتاً حوادثات ان کی دہلیز کو کھٹکھٹاتے رہے۔ انکا سب سے بڑا قیمتی اثاثہ کتب خانہ تھا جو فسادات کی نذر ہو گیا اب اس بڑھاپے کی لاٹھی جواں‘ باکمال‘ باصلاحیت‘ پی ایچ ڈی ڈاکٹر بیٹے کی جدائی کا غم بھی انہیں سہنا پڑا ہے۔ ادارہ انکے غم میں برابر کا شریک ہے۔ مرحوم کے رفع درجات کیلئے دارالعلوم میں دعائے مغفرت کی گئی

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

دنیا کی محبت اور علامات قیامت

نحمده ونصلى على رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم قال الله تعالىٰ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ (سورة الانبياء. ۱)

ترجمہ: ''نزدیک آ گیا لوگوں کے حساب کا وقت اور لوگ غفلت میں پڑے ہیں''

امانت خداوندی کی سپردگی اور انسان کی غفلت:

محترم حاضرین! رب کائنات کے عظیم کلام پاک کی ایک آیت آپ کے سامنے تلاوت کی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنا نائب اپنا خلیفہ بنایا (جیسا کہ قرآن عظیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (انی جاعل فی الارض خلیفه (الایۃ)'' اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انہی صفات کا مظہر اتم بنایا۔''

اس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے دار العمل اور دار الامتحان بنایا اس کو سیر کرنے کی جگہ تمام خواہشات پوری کرنے اور تمام عمر رہنے کی جگہ نہیں بنائی۔

انسان کا مقصد تخلیق اور کج روی:

اس کے برعکس ہم اپنا مقصد تخلیق وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون

بھول کر اسی دنیا کو اپنی جنت بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اپنے دل و دماغ میں جائز و ناجائز خواہشات کو پیدا کر کے انہیں پروان چڑھانے کے لئے ہر جائز و ناجائز راستہ اختیار کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ زندگی کی ترتیب ایسی بنالی ہے کہ اپنے نفس سے شروع کر کے اپنے بچوں تک خواہشات کے ایک لامتناہی سلسلہ میں گرفتار ہیں کہ میں ایسے نظر آؤں میرا گھر' گاڑی اور کاروبار ایسے ہوں جو کسی اور کے لئے باعث حسرت ہوں' حالانکہ ایک عقلمند انسان دنیا سے دل نہیں لگاتا بلکہ حضور اقدسؐ کے اس ارشاد پر عمل کرتا ہے کہ

کن فی الدنیا کانک غریب تم دنیا میں ایسے زندگی گزارو جیسا کہ ایک پردیسی ہوتا ہے۔

لیکن ہم نے کیا کیا؟ بالکل اس کے الٹ ہو گئے اپنے نفس کی خوشی کی خاطر ہر ناروا اور غیر شرعی طریقہ اختیار کر کے حضور پاک کی اس حدیث کا مصداق بن گئے۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ ایک شخص عادی ہو جائے گناہ کا تو اس کا قلب ایسا ہو جاتا ہے جیسے الٹا کیا ہوا برتن جس میں کوئی چیز نظر نہ آئے' پھر انسان نہ کسی بھلائی کو بھلائی اور نہ برائی کو برائی سمجھتا ہے۔ گویا دل

کے ارد گرد گناہوں کا ایک غلاف احاطہ کر کے صراط مستقیم سے بھٹک جاتا ہے۔

وطن اصلی:

محترم سامعین! ہمارا وطن اصلی جنت ہے اور دنیا وطن اقامت ہے۔ مسافر کی طرح مختصر زندگی گزارنے کیلئے یہاں بھیجا گیا' اسے دارالامتحان بنا کر جنت یا جہنم کا راستہ خود اپنے اعمال سے طے کرنے کا محدود اختیار دیا گیا' دنیا کی زندگی عارضی اور فانی ہے اور اسے ختم ہونا ہے۔ اس کے مقابلہ میں آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ قرآن حکیم میں ایک مومن کی زندگی سے متعلقہ تمام ضروری معلومات اور احکامات موجود ہیں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ الہامی کتاب روز قیامت تک انسانوں کیلئے راہ ہدایت ہے اس کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ یہ دنیا کے تمام افراد کیلئے ہے۔ ماضی کی اقوام (ثمود و عاد وغیرہ) کا تذکرہ' حال کی اقوام کیلئے آئینہ اور درس عبرت ہے' انبیائے کرامؑ کی حیات مقدسہ ان کی طرز زندگی ان کی تبلیغ آج کے انسانوں کیلئے قابل تقلید عمل ہے۔ قرآن حکیم میں مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے اشارات اور ایسے اسرار بھی ہیں جو اہل ایمان کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں بندہ نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کی۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ''انسانوں کے حساب کا وقت قریب ہو گیا اور وہ اپنی غفلت کے اندر سرگرداں ہیں۔''

شومئی قسمت ہے کہ ہمیں احساس ہی نہیں کہ ہمارا ہر گزرنے والا دن ہمیں قبر سے قریب سے قریب تر کر رہا ہے اور ہم خوش ہوتے ہیں کہ میری عمر اتنی ہو گئی' اتنی ہو گئی۔ اور زندگی گزار رہے ہیں۔ برتھ ڈے منانے اور نت نئے رسوم و خرافات کو اپنی عمر کا اہم جزو بنا دیا ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں' 'اے دوست تجھے کیا معلوم کہ بازار میں وہ کپڑا لہو بچ چکا ہو جسے تیرا کفن بننا ہے۔''

تو ہم اگرچہ موت کو بھول جائیں لیکن موت ہمیں نہیں بھولتی اپنے وقت پر آ کر اپنا حساب بیباک کر دے گی۔ جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے۔ **الناس فی غفلاتھم   ورحی المنیۃ تطحن**

موت کی چکی تیز رفتاری سے چل رہی ہے اور لوگ غفلتوں میں پڑے ہیں۔

یوم الحساب: ٥

آیت کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں' حساب و کتاب اور مجازات کی گھڑی سر پر کھڑی ہے لیکن یہ لوگ (یعنی مشرکین وغیرہ) سخت غفلت و جہالت میں پڑے ہیں۔

محترم سامعین! آیت **اقترب للناس حسابھم** ''یعنی وہ وقت قریب آ گیا جس میں لوگوں سے ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا'' مراد اس سے قیامت ہے اور اس کا قریب آ جانا ہے دنیا کی پچھلی عمر کے لحاظ سے ہے کیونکہ یہ امت آخر الامم ہے اور اگر حساب عام بھی مراد لیا جائے تو حساب قبر بھی اس میں شامل ہے جو ہر انسان کو مرنے کے فوراً بعد دینا

ہوتا ہے اور اسی لئے ہر انسان کی موت کو اس کی شخصی قیامت کہا گیا۔ من مات فقد قامت قیامته یعنی جو شخص مرگیا تو اس کی قیامت تو ابھی قائم ہوگئی اسی معنی کے اعتبار سے حساب کا وقت قریب ہونا تو بالکل ہی واضح ہے کہ ہر شخص کی موت خواہ کتنی ہی عمر ہو کچھ دور نہیں خصوصاً جبکہ عمر کی انتہاء نامعلوم ہے۔ تو ہر دن ہر گھنٹہ موت کا خطرہ سامنے ہے۔

علامات قیامت اور حضور کی خبر:

حدیث مبارک ہے بعثت انا والساعة کھاتین یعنی میرا بھیجا جانا قیامت جیسے یہ دونوں انگلیاں اور آپ ﷺ نے قعدہ میں کلمہ شہادۃ پر اٹھانے والی اور بیچ کی انگلیاں ملائیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ قیامت قریب ہے۔ کیونکہ درمیان میں کوئی اور فاصلہ نہیں جس کا انتظار ہو۔ اور اس وجہ سے کہ جو چیز آنے والی ہو وہ قریب ہی ہوتی ہے کیونکہ ہر دم قرب ہوتا جاتا ہے جیسے گزرے ہوئے سے ہر دم دور ہوتی جاتی ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے اپنے مبعوث فرمانے اور ساتھ ہی قیامت کے قائم ہونے کی مختلف علامات و آثار بھی بیان فرمائے ہیں جیسا کہ فرمان نبویؐ مبارک ہے۔

زکوٰۃ کو تاوان سمجھنا:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب مال غنیمت کو دولت قرار دیا جانے لگے اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے، علم کو دین کے علاوہ کسی اور غرض سے سکھایا جانے لگے۔ مرد بیوی کی اطاعت کرنے لگے، ماں کی نافرمانی کی جانے لگے اور دوستوں کو قریب اور باپ کو دور کیا جانے لگے۔ جب مسجد میں شور و غل کیا جائے اور جب قوم اور جماعت کی سرداری اس قوم و جماعت کے فاسق و فاجر کرنے لگے، قوم و جماعت کے سربراہ اس قوم و جماعت کے کمینہ، رذیل شخص ہونے لگیں۔ آدمی کی تعظیم اس کے شر اور فتنہ کے ڈر سے کی جانے لگے اور جب لوگوں میں گانے والیوں اور ساز باجوں کا دور دورہ ہو جائے اور شرابیں پی جانے لگی، اس امت کے اگلے پچھلے لوگوں کو برا بھلا کہنے لگیں اور ان پر لعنت بھیجنے لگیں تو اس وقت تم ان چیزوں کے جلدی ظاہر ہونے کا انتظار کرو۔

سرخ یعنی تیز و تند اور شدید ترین طوفانی آندھی کا، زلزلہ کا، زمین میں دھنس جانے کا، صورتوں کے مسخ ہونے کا، پتھروں کے برسنے کا، نیز ان چیزوں کے علاوہ قیامت اور تمام نشانیوں اور علامتوں کا انتظار کرو جو اس طرح پے در پے وقوع پذیر ہوں گی۔ جیسے مثلاً موتیوں کی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور اس کے دانے پے در پے گرنے لگیں۔

علمائے حق کا اٹھ جانا:

اس طرح حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا بلاشبہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا یعنی حقیقی عالم اس دنیا سے اٹھ جائیں گے یا یہ کہ علماء کی قدر و منزلت لوگوں

کے قلوب سے ختم ہو جائے گی جہالت کی بہتات ہوگی۔ ہر طرف جاہل و نادان ہی نظر آنے لگیں گے (اور یہی ہو رہا ہے کہ آج کل بغیر استاد و رہنما کے دو چار کتابوں کا اپنے گھر میں بیٹھ کر مطالعہ کر لینے سے ہر آدمی دانشور بن گیا ہے۔ اگرچہ دعویٰ علم و دانش کا ہے مگر علم و دانش سے کوسوں دور۔ اور حقیقت میں جاہل ہوتے ہیں) زنا کثرت سے ہونے لگے گا اور آپ کو ہر طرف یہ عام نظر آئے گا اور ہماری شقی القلبی کا یہ عالم ہے کہ ہم اس کو گناہ صغیرہ میں بھی شمار کرنے پر تیار نہیں۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ ان لوگوں میں شرم وحیاء اور غیرت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے پھر فرمایا۔ شراب بہت پی جائے گی اور اس کی عملی تصویر ہر جگہ دیکھتے ہیں اور یہ شراب خوری کی زیادتی آبادیوں اور لوگوں میں فتنہ فساد پھیلنے کا باعث ہوگی، مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی (جن کی بدولت عالم کا نظام استوار و مستحکم ہوتا ہے) عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔

ایک دوسری جگہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اسوقت تک نہیں آئے گی۔ جب تک مال و دولت کی فراوانی نہیں ہو جائے گی اور فراوانی بھی اس طرح کی ہوگی کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا لیکن وہ کوئی ایسا شخص نہیں پائے گا جو کہ اس کی زکوٰۃ کا مال لے۔ اور جب تک عرب کی سرزمین باغ و بہار اور نہر والی نہ ہو۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی۔ جب تک کہ عمارتوں اور آبادی کا سلسلہ اهاب یا یهاب تک نہ پہونچ جائے۔

ایک اور حدیث شریف میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا یہ دنیا اس وقت تک اختتام پذیر نہیں ہوگی جب تک ایسا زمانہ نہیں آئے گا کہ آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا اور پھر لوٹ کر قبر پر آئے گا اور حسرت سے کہے گا کہ کاش میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور یہ اس کا دین نہیں بلا ہوگی۔

محترم حاضرین! اسی طرح کی بے شمار قیامت کی نشانیاں حضور ﷺ نے کئی احادیث میں بیان فرمائیں۔ اور ان میں سے اکثر نشانیاں دیکھ کر بھی ہمارا ضمیر نہیں جاگتا اور ہمارا نفس شتر بے مہار کی طرح اپنی خواہشات کی طرف ایسے لپکتا ہے جیسا کہ کئی دنوں کا بھوکا کھانے کی طرف۔ یہ تمیز ہم نہیں کرتے کہ کون سا کام اللہ کی رضا کا باعث ہے اور کون سا کام حق تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب۔ قرب قیامت کی بہت سی نشانیاں ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مکہ معظمہ کے پیٹ کو چیر کر راستے بنادیئے جائیں گے۔ اور جب عمارتیں پہاڑوں کے برابر بن جائیں تو تم قیامت کا انتظار کرنا۔

مکہ معظمہ کے پیٹ چیرنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مکہ معظمہ ایک پہاڑی جگہ تھی آج اس کے اندر بنے راستے روڈ اور سرنگیں دیکھ کر پتہ نہیں چلتا کہ یہاں کبھی پہاڑ تھے۔ جب عمارتیں پہاڑوں سے اونچی ہو جائیں، اس کا مطلب بھی بالکل واضح ہے جیسے ہی حرم شریف سے نکلیں بالکل سامنے کھڑی فلک بوس عمارتیں ہوٹلز حضور ﷺ کے حدیث شریف کا مصداق ہیں، جن کی آخری منزل کو دیکھنے سے سر سے ٹوپی گرتی ہے اور ہر جگہ ہر شہر میں ہر ملک میں عمارات کا یہی

سلسلہ ہے دنیا کا کوئی بھی شہر اس قسم کی عمارات سے خالی نہیں ہے۔

حضورﷺ کی ایک حدیث مبارک ہے ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں زور سے آندھی آئی۔ ازواج مطہرات میں سے کسی نے کہہ دیا کہ اے اللہ کے نبی کہیں قیامت تو نہیں آئی۔ حضورﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا قیامت کیسے آگئی ابھی تو اہل عراق کا کھانا پینا بند نہیں ہوا۔ اور عرب کی سرزمین ابھی سرسبز نہیں ہوئی۔ اہل عراق کا کھانا پینا بند ہونا آپ اپنی زندگی میں دیکھ چکے ہیں کہ ان پر چند سال پہلے کیا گزرا کھانا تو دور کی بات دوائیاں بھی نہیں پہونچ سکتی تھیں ان کے پاس سرزمین عرب میں زراعت کا ہونا۔ آپ نے خود سنا بھی ہوگا اور بعض نے مشاہدہ بھی کیا ہوگا کہ اب سرزمین عرب کا زیادہ تر حصہ زراعت میں استعمال ہوتا ہے بلکہ اب تو وہ لوگ خود کفیل ہو کر فالتو غلہ اور ممالک میں بطور امداد بھیجتے ہیں۔

بیوی کی اطاعت کرنا:

ماں کے مقابلہ بیوی کی فرمانبرداری کرنا اور باپ کے بجائے دوست کی بات ماننا علامت بتانے کے ساتھ حضور اقدسﷺ نے حقوق کا دائرہ کار بھی متعین فرمادیا۔ ماں کیلئے اپنے حقوق مقرر کئے اور بیوی کیلئے اپنے حقوق مقرر فرمائے۔ تو اب یہی امتحان کی جگہ ہے کہ انسان ان حقوق میں کمی بیشی کرتا ہے یا اپنے اپنے مصرف میں صحیح استعمال میں لاتا ہے اگر ماں باپ کو نظر انداز کرے اور بیوی کی ہر بات پر آمنا و سلمنا کہے تو یہ قرب قیامت کی نشانی ہے۔

باپ کی بجائے دوست کی فرمانبرداری ہو:

دوسری بات فرمائی ''باپ کی بجائے دوست کی بات ماننا'' آج کے نوجوان طبقہ میں یہ بات عمومی طور سے دیکھی جاتی ہے کہ دوست کی بات کو باپ کی بات پر ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ باپ صلاح و نصیحت کی بات کرے گا جو کہ دل کو بری لگتی ہے ور دوست گناہ میں شریک ہونے مدد کرنے اور کسی غلط کام میں مشغول کرنے پر ابھارتا ہے تو یقیناً اس کی بات اچھی لگے گی۔

مساجد کی حرمت ختم ہو:

ایک علامت حضورﷺ نے یہ بھی ذکر فرمائی کہ جب مسجد میں شور و غل ہونے لگے آج ہمیں خود اپنے گریبان میں جھانک کر اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہم اللہ کے گھر کا کتنا احترام کرتے ہیں اور مسجد کے سکون میں خلل ڈال کر اسکے ادب واحترام سے لاپرواہی برتتے ہیں اسی طرح فرمایا جب قوم اور جماعت کی سرداری اس قوم و جماعت کے فاسق وفاجر کرنے لگیں اور اس کی مثال بھی ہمارے سامنے ہے اور یہ ہمارے اعمال ہیں جس کی سزا ہم بھگت رہے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا گیا اعمالکم عمّالکم

جب بیٹی خودسر ہو:

خاتم الانبیاء نے قیامت کی نشانی کے طور پر فرمایا جب ماں اپنی حاکمہ کو جنم دے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

بیٹیاں اتنی بدتمیز اور خودسر ہوں گی کہ ماں انکے سامنے ڈر کے مارے بول بھی نہیں سکے گی۔ بات بات پر ضد کرنا لڑنا' خود کو ماں سے زیادہ عقلمند گردانا یہ علامات ہیں اور آج کل تقریباً زیادہ تر گھروں میں یہی حالت ہے۔ ایک اور نشانی قیامت کے بارے میں ذکر فرمائی کہ جب آدمی کی تعظیم اس کے شر اور فتنہ کے ڈر کی وجہ سے ہو' بالکل یہی تصویر ہمارے معاشرے کی ہے۔ جو صاحب اقتدار و جاہ اور نااہل ہے وہی صاحب عزت بھی ہے اور صاحب تعظیم بھی ہے۔ حالانکہ وہ قوم کو اقتدار کے نشہ میں شر اور فتنہ میں مبتلا کر سکتا ہے۔

گانا بجانا عام ہو:

ایک اور نشانی بیان فرمائی جب لوگوں میں گانے والیوں اور ساز باجوں کا دور ہو جائے۔ پہلے زمانے میں لوگ گانے والی کے پاس جا کر گانا سنتے تھے' صاحب دولت لوگ گھر بلا کر مجالس منعقد کرتے اور سازوں اور باجوں کا دور دورہ چلتا ہے' پھر آہستہ آہستہ اس کی جگہ ٹیپ ریکارڈر نے لے لی اب اس سے بھی آسان اور سستا طریقہ آ گیا موبائل فون کی صورت میں۔ جب چاہو جہاں چاہو جیسے چاہو کان سے لگا کر سنو۔ گھنٹی کی جگہ گانا' کہیں اور جانے کی ضرورت ہی نہیں۔ اپنی جگہ پر آرام سے بیٹھ کر جتنا چاہو سنو اور گناہ بےلذت سے اپنے آپ کو بہرہ ور کرو۔

قیامت کی ایک نشانی یہ بھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ جب صلحاء اپنا نائب نہ چھوڑیں۔ اور یہ بات ہم تیزی سے دیکھ رہے ہیں کہ صلحاء جا رہے ہیں' علماء جا رہے ہیں اور ان کے بعد ان کا کوئی حقیقی جانشین ہزاروں میں بھی نہیں ملتا۔

ایک اور علامت: جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے' حقیقتاً آج کے زمانے میں کتنے لوگ ہونگیں' جو حق تعالیٰ کی اسی فریضہ کا حق ادا کرتے ہیں اگر بمشکل کوئی دیتا بھی ہے تو تاوان سمجھ کر اور یا اپنے مال میں انتہائی گھٹیا اور نہ بکنے والے سامان کو زکوٰۃ کے نام پر ادا کرتے ہیں گویا (نعوذ باللہ) مالک کائنات کو سب سے کمزور سمجھ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے

محترم حاضرین یہ علامات اور دوسری بہت سی علامات جو قرب قیامت کی نشانیاں ہیں ان میں سے اکثر یا تو پوری ہو چکی ہیں اور یا قریب ہیں۔ ہم دنیا کی محبت میں ایسے گرفتار ہیں' ہمیں ان سے عبرت لینے یا توبہ کرنے کی توفیق نہیں ہے اور اس کے بدلہ میں سیلابوں' زلزلوں' دھماکوں' قتل و غارتگری اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بے شمار نعمتوں کی موجودگی اور اس میں کمی یہ اللہ سے دوری اور حضور اقدس ﷺ کی تعلیمات سے روگردانی کا نتیجہ ہے' اللہ ہمیں اپنے حضور توبہ کرنے کی توفیق دے اور روز قیامت امت محمدیہ ؐ کے دامن پر بدنما داغ بننے سے محفوظ رکھے۔ امین

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے
آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بنام مدیر الحق کو بھی بھیج سکتے ہیں
editor_alhaq@yahoo.com

مولانا حذیفہ وستانوی*

شہر خیر و برکت ماہ رمضان کی آمد آمد اور ہمارے اسلاف

رمضان المبارک کا مبارک مہینہ سروں پر منڈلا رہا ہے، اخبارات و جرائد میں اس سلسلہ میں بہت کچھ فضائل و مسائل کو بیان کیا جا رہا ہے میں نے مناسب سمجھا کہ ان فضائل و مسائل کو صرف کتابوں اور صفحات و قلم تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ ہمارے اسلاف نے حتی المقدور ان کو عملی جامہ پہنایا اور نیکیوں کے اس موسم بہار میں خوب نیکیاں لوٹی اور رمضان کا گویا حق ادا کر دیا۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ ہمارے اسلاف میں سے بعض کے رمضان گذارنے کے احوال قارئین کی نذر کی جائیں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ رمضان کے فضائل و مسائل صرف پڑھنے پڑھانے لکھنے ولکھانے اور سننے سنانے کیلئے نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کیا جانا چاہیے جیسا کہ ہمارے اسلاف نے عمل کیا تو آیئے ہم اسلاف کے احوال معلوم کرتے ہیں۔

حضرت عثمان ابن عفانؓ رات میں ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے رمضان کے فضائل میں افطار کرنا اور غرباء و مساکین کی رعایت کرنے پر بے حساب ثواب اور اس کے فضائل سنے تھے لہذا ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ رمضان میں ہمیشہ غرباء مساکین اور یتیموں کے ساتھ ہی افطار کرتے تھے اور ان پر بے تحاشا خرچ کرتے تھے، عبداللہ ابن عمرؓ کے راہ خدا میں خرچ کرنے کا حال یہ تھا کہ ایوب ابن وائل فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ان کے پاس چار ہزار درا ہم آئے مگر آپ نے تمام کے تمام غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیے حد تو یہ کہ دوسرے دن ان کو بازار میں دیکھا گیا کہ وہ قرض لے کر اپنے گھوڑے کیلئے گھاس خرید رہے تھے۔

امام زہریؒ، محمد ابن مسلمؒ، ابن عبداللہؒ، ابن شہابؒ جن کو مدون حدیث کہا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں مؤرخین نے نقل کیا ہے کے سال بھر آپ قریہ قریہ بستی بستی گھوم گھوم کر احادیث سنتے اور اسے یاد کرتے مگر جیسے ہلال رمضان طلوع ہوتا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر پورے انہاک کے ساتھ قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے، اور اس طرح پورا رمضان تلاوت کے نذر کر دیتے۔

سفیان ثوریؒ کے بارے میں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رمضان میں تمام امور کو خیر باد کر کے صرف تلاوت قرآن کے ہو کر رہ جاتے۔ قتادہ ابن دعامہؒ کے بارے میں آتا ہے کہ رمضان میں یومیہ ایک قرآن ختم کرنا ان کا معمول تھا۔___ سود ابن یزیدؒ رمضان میں صرف مغرب اور عشاء کے درمیان کچھ دیر سوتے البقیہ دن رات پورا وقت تلاوت

* استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا انڈیا

میں صرف کرتے۔

سعید ابن جبیرؒ رمضان میں یومیہ نصف قرآن پڑھتے اور بقیہ اوقات لوگوں کو قرآن سمجھاتے۔___ ولید ابن عبدالملکؒ رمضان میں ۱۷ رسے زائد قرآن ختم کرتے تھے۔حالاں کہ وہ خلیفۃ المسلمین تھے۔___ امام ابوحنیفہؒ رمضان میں ۶۵ رقرآن ختم کرتے تھے۔___ امام شافعیؒ رمضان میں ۶۰ رسے زائد قرآن ختم کرتے تھے۔

امام بخاریؒ روزے کی حالت میں یومیہ ایک اور رات میں تراویح میں کل دس اس طرح رمضان میں ۴۰ چالیس قرآن ختم کرتے۔___ امام ابن عساکرؒ کا معمول بہ رمضان میں روزانہ ایک قرآن ختم کرنا تھا۔

حضرت اسود ابن یزیدؒ رمضان میں ۱۵ ر سے زائد قرآن ختم کرتے تھے۔___ امام مالکؒ رمضان المبارک میں درس وتدریس وافتاء واستفتاء سب کچھ چھوڑ کر قرآن کی تلاوت کے لیے کمر بستہ ہوجاتے، دن رات صرف قرآن کی تلاوت کرتے۔___ وکیع ابن الجراحؒ رات میں پورے رمضان ایک ایک قرآن ختم کرتے اور دن بھر نوافل میں مشغول رہتے۔___ سائب ابن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کے حکم سے ابی ابن کعب نے تراویح کا آغاز کیا۔رات بھر وہ تراویح پڑھاتے جب سحری کا وقت قریب ہوتا تو تراویح سے فراغت حاصل ہوتی۔___ حضرت عبداللہ ابن ابی بکرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہم رمضان کی راتوں میں بکثرت نوافل پڑھا کرتے یہاں تک کہ ہمارے خدام ہمیں سحری کیلئے جلدی شور مچاتے کہ کہیں فجر نہ ہوجائے۔___ عبدالرحمن ابن ہرمزؒ فرماتے ہیں کہ رمضان میں کم ازکم الم سجدہ کو سورۂ بقرہ کے بقدر تلاوت کرتے تھے، اگر اس سے کم پڑھتے تو لوگ برا تصور کرتے۔

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ رات کو پانی لے کر مسجد نبوی میں تشریف لے آتے اور صبح تک نماز میں مشغول رہتے تھے۔___ عمران ابن جدیرؒ فرماتے ہیں کہ ابومجلزؒ ہر ہفتہ اپنے محلہ کی مسجد میں قرآن ختم کرتے تھے۔

نافع ابن عمرؒ فرماتے ہیں میں نے ابن ابی ملیکہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رمضان میں ایک رکعت میں نصف نصف پارہ پڑھتا تھا مگر لوگوں کو ذرہ برابر گرانی نہ ہوتی تھی۔___ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَفْضَلُ الصَّدَقَۃِ صَدَقَۃُ رَمَضَانَ'' افضل صدقہ وہ ہے جو رمضان میں صدقہ کیا جائے۔___ داؤد طائی مالک ابن دنیاء اور احمد ابن حنبل عبداللہ ابن مبارک وغیرہ رمضان میں بکثرت غریبوں کا افطار کراتے تھے۔___ امام ابومحمد اللبانؒ فرماتے ہیں سن ۴۲۷ھ کا رمضان میں بغداد میں گذارا میں نے دیکھا لوگ نصف رات سے زائد حصہ تراویح میں گذارتے تھے۔___ حماد ابن سلیمانؒ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے، یومیہ سو مسلمانوں کو افطار کرواتے اور آخری رات انہیں ایک ایک جوڑ کپڑے اور سو سو درہم عطا فرماتے۔___ علقمہ ابن قیسؒ فرماتے ہیں میں نے ایک رات عبداللہ ابن مسعودؓ کے یہاں گذاری تو میں نے دیکھا کہ رات بھر ترتیل کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے رہے۔

طلحہ ابن عبیدؒ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ بعض مرتبہ ایک ایک رات میں چار لاکھ دراہم صدقہ کردیتے تھے۔

یہ تھا ہمارے ''اسلاف'' کا رمضان آج ہم ایک بار اپنے رمضان پر نظر ڈالیں کہ ہمارا یعنی ''اخلاف'' کا کیا

حال ہے۔رمضان جیسے مبارک ماہ میں ایک طبقہ وہ ہے جو روزہ نہیں رکھتا ایک طبقہ وہ ہے جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا ،ایک طبقہ وہ ہے جو نماز کا اہتمام نہیں کرتا،ایک طبقہ وہ ہے جو تراویح نہیں پڑھتا،ایک طبقہ وہ ہے جو روزہ کے آداب واحکام کا خیال نہیں رکھتا،ایک طبقہ وہ ہے جو حقوق میں چاہے حقوق العباد ہو یا حقوق اللہ میں کوتاہی کرتا ہے،مشکل سے طبقہ ایسا ہوگا جو رمضان کی رعایت کرتا ہوگا، اب ایسے حالات میں ایڈز ،سوئین مہلک بیماریاں نہیں پھیلیں گے تو اور کیا ہوگا۔قحط سالی، مالی بحران، اخلاقی انارکی سیلاب سردی، بارش کی کمی، اناج کی کمی، جانوروں کی نسل کا فقدان، وقت میں بے برکتی وغیرہ سے انسانیت دو چار نہ ہوگی تو اور کیا ہوگا!!

یہ سب بڑے عذاب سے پہلے اس کے نمونے کے طور پر چھوٹے چھوٹے عذاب ہیں خدا کے واسطے اپنی فکر کرو، جب تک ہم اپنے آپ کو اور ہمارے پورے معاشرے کو بھلائی پر نہیں لائیں گے، یہ مصائب اور یہ بیماریاں ٹلنے والی نہیں کوئی ڈاکٹری اور سائنس اور ٹیکنالوجی اور کوئی قوت وطاقت اور پلاننگ انسانی معاشرے کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچاسکتی،صرف اور صرف ایمان، عمل صالح اور اللہ کے سامنے توبہ واستغفار ہی ہمارے تمام مصیبتوں کا صحیح حل ہے۔لہٰذا آج ہی یہ عہد کرلیجئے کہ ہم رمضان ہی نہیں پوری زندگی اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کے مطابق گذاریں گے۔رمضان اس کے لیے سنہرہ موقع ہے،اسے غنیمت جانے اور رمضان اس طرح گذارے جیسا کہ قرآن وحدیث کے روشنی میں ابھی بیان کیا جارہا ہے اور مذکورہ اسلاف کے واقعات کو اسوہ اور نمونہ بنالیجئے۔

ہم اسلاف کے نقش قدم پر رمضان کس طرح گذاریں،اگر ہم ذیل میں دیجارہی چند باتوں کا پاس ولحاظ کرلیں گے تو انشاءاللہ اسلاف کے طریقے پر رمضان گذار سکے گا۔

قبل اس کے ہم رمضان کے ضروری امور کو معلوم کریں ایک بات کا پختہ عہد کریں کہ ہم رمضان کے ایک ایک لمحے کو قیمتی بنائیں گے، وقت گذاری مثلاً کھیل کود اور دیگو تمام تفریحی امور جس میں دنیا وآخرت کا کوئی فائدہ نہیں مکمل بچتے رہیں گے، نہ گانے سنیں گے نہ ٹی وی دیکھیں گے نہ کوئی اور فضولیات میں وقت گذاریں گے۔

روزوں کو مکمل اہتمام رکھیں، زبردستی بہانا بناکر روزہ ترک نہ کریں کیوں کہ انسان ایک روزہ اگر ترک کردیتا ہے تو ساری زندگی کے روزے بھی اس کے برابر ثواب تک نہیں پہچاسکتے۔

نیت کا اہتمام: نصف النہار سے پہلے نیت کرلے ورنہ بغیر نیت کے روزہ بے سود ہو جائے گا۔

روزے کے احکامات کو معلوم کرلیں چاہے کتاب سے یا کسی عالم سے تاکہ شریعت کے مطابق روزہ ہوسکے۔بڑے افسوس کا مقام ہے آج ہمارے معاشرے کی اکثریت اسلامی احکامات سے بالکل غافل اور ناواقف ہیں۔

ارکان صوم :ا۔نیت۔۲۔کھانے پینے اور مباشرت اور کسی بھی مفطر (روزہ توڑنے والی) چیز سے باز رہنا۔

مفسدات صوم: روزے کی حالت میں عمداً کھانا پینا یا جان بوجھ کر منہ بھر کرکے کرنا، حیض یا نفاس کا جاری ہونا

،مباشرت کر بیٹھنا، سگریٹ بیڑی وغیرہ سے بھی روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

مکروہات صوم: ۱رکلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔۲رتھوک کو منہ میں جمع کر کے نگل جانا۔۳ربدنظری کرنا یعنی عورتوں کو دیکھنا چاہے بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ مثلاً موبائل، تھیٹر، آئے پوٹ، کمپیوٹر، ٹیلی ویژن ،ویڈیو وغیرہ میں۔۴رکسی کو تکلیف پہچانا۔

آداب واجبہ جھوٹ بولنے سے پرہیز کریں۔۲رغیبت نہ کریں۔۳رجھوٹی گواہی نہ دیں۔۴ردھوکہ دہی نہ کریں

آداب مستحبہ: سحری آخری وقت میں اور افطاری اول وقت میں یعنی سورج کے ڈوبتے ہی کریں۔۲رزبان کو فضول اور لایعنی باتوں سے محفوظ رکھیں۔۳ر روزہ داروں کو افطار کروائیں۔۴رصدقہ وخیرات خوب کریں۔۵رکثرت سے قرآن کی تلاوت کریں۔۶رتہجد، چاشت، اشراق، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوۃ التسبیح، صلوۃ الحاجت وغیرہ کا خوب اہتمام کریں۔

رمضان میں فرائض خاص طور پر نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام کریں ایک نماز بھی رمضان میں قضا نہ ہونے پائے، تراویح کا خوب اہتمام کریں، مکمل بیس رکعت امام کے ساتھ ادا کریں، اور اس کے بارے میں ۸ر رکعات ۱۲ رکعات پر اختلاف نہ کریں، کیا اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے ۲۴ رسجدے زیادہ کریں گے تو گناہ ہو جائے گا؟

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ادائیگی ثابت ہے۔اور امت صدیوں سے اس پر اجماع کرتی چلی آئی ہے اور اگر بالفرض سنت نہ بھی تصور کریں تو نفل سمجھ کر ہی پڑھیں، مگر اللہ تعالیٰ کے واسطے پڑھیں عبادت کا مہینہ ہے۔۲۰ رکعت پڑھو گے تو تمہارا کیا بگڑ جائے گا؟

اپنی زبان ذکر اللہ سے ہمیشہ تر رکھیں، گالی گلوچ سے اجتناب کریں، رو رو کر اور گڑگڑا کر اللہ سے اپنی مغفرت کی اور اپنی اور امت کی اصلاح کی خوب دعائیں کریں آخری عشرے میں اعتکاف کریں اور لیلۃ القدر کی تلاش میں لگ جائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ رمضان میں نماز کا اہتمام کرے، قرآن کی تلاوت، روزے دار کو افطار، صدقہ خیرات، روزے کے احکام وآداب کی رعایت کریں، کثرت سے دعا، ماتحتوں کیساتھ نرمی، یتیموں اور غریبوں کی خیر خواہی، تہجد، چاشت اشراق وغیرہ کے اہتمام کیساتھ رمضان گذاریں، کھیل کود، وقت گذاری، حرام بینی، اور حرام امور سے اجتناب کیساتھ گذاریں۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا بِالْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالْعَمَلِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ آخِرَۃَ لَنَا خَیْراً مِنَ الْاُوْلٰی. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ .اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَامْحُوْ عُیُوْبَنَا وَاسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَعَامِرْ رَوْعَاتِنَا وَاَحْیِنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَمِتْنَا مُوْمِنِیْنَ وَاحْشُرْنَا مَعَ الصَّالِحِیْنَ .اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ .اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعِیْمَھَا وَمَاقَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْفِعْلٍ اَوْعَمَلٍ .اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَعِقَابِکَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔

افادات: حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا مختلف جماعتوں سے خطاب

میں ان کو کہتا ہوں جو اپنے آپ کو فقہا سے موسوم کرتے ہیں اور تقلید میں جامد ہیں:

ان تک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث میں سے کوئی حدیث اسناد صحیح کے ساتھ پہنچی ہے اور گو فقہائے متقدمین میں سے ایک کثیر جماعت اسے اختیار کرنے کی طرف گئی ہے' لیکن ان فقہائے جامدین کو اسے اختیار کرنے سے باز رکھتی ہے ان لوگوں کی تقلید جو اسے اختیار کرنے کے حق میں نہ تھے اسی طرح میں ان ظاہریہ سے کہتا ہوں جو ان فقہا کا انکار کرتے ہیں جو علم کے حاملین اور اہل دین کے ائمہ ہیں' یہ سب کے سب (فقہائے جامدین اور ظاہریہ) غلطی' حماقت اور گمراہی پر ہیں اور حق ایک ایسا امر ہے جو بین بین ہے۔

میں مشائخ کی اولاد سے جو استحقاق کے بغیر اپنے آباؤ اجداد کی گدیوں پر بیٹھتے ہیں' کہتا ہوں: اے لوگوں تمہیں کیا ہوگیا ہے' تم نے گروہ اور پارٹیاں (احزاب) بنالی اور ہر شخص اپنی رائے پر چلتا ہے' تم نے وہ طریقہ چھوڑ دیا ہے' جو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعے نازل کیا تھا' اور وہ لوگوں کے لئے رحمت' لطف وعنایت اور ہدایت ہے تم میں سے ہر ایک نے اپنے آپ کو امام بنالیا ہے وہ لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے اور اپنے آپ کو ہادی ومہدی سمجھتا ہے حالانکہ وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے ہم ان سے راضی نہیں جو لوگوں سے اس غرض سے بیعت لیتے ہیں کہ وہ اس طرح تھوڑی سی پونجی حاصل کریں یا تحصیل علم کے ساتھ دنیاوی اغراض کو ملادیں' کیونکہ جب تک ارباب ہدایت کی مشابہت اختیار نہ کی جائے' دنیا حاصل نہیں ہوتی' ہم ان سے بھی راضی نہیں جو اپنے آپ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور اپنی حسب مرضی ان کو احکام دیتے ہیں۔ یہ راہزن' دجال' کذاب' فریب خوردہ اور فریبی ہیں' ان سے بچو' ان سے بچو اور صرف اسی کی اتباع کرو جو اللہ کی کتاب اور اسکے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی طرف بلاتا ہے' اور اپنے آپ کی طرف نہیں بلاتا۔ ہم مجلسوں اور محفلوں میں صوفیا کے اشارات کی نشر واشاعت سے بھی راضی نہیں' ہمارے راضی ہونے کی بات ''اِحسان'' ہے' کیا تمہارے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قول میں نصیحت وعبرت نہیں۔

وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله (الانعام ۱۵۳)

یہ میری سیدھی راہ ہے' سو اس پر چلو اور مت چلو کئی راہوں پر وہ اس کی راہ سے تمہیں دور کردیں گی۔

میں طالب علموں سے کہتا ہوں: اے نادانو! تم جو اپنے آپ کو علماء سے موسوم کرتے ہو' تم یونانی علوم' صرف نحو معانی میں مشغول ہو اور سمجھتے ہو یہی علم ہے' درحقیقت علم ہے اللہ کی کتاب کی آیات محکمات کہ تم ان کے مشکل الفاظ کی تفسیر'

ان کا سبب نزول اوران کے دقیق مباحث کی تاویل جانو اور علم ہے رسول اللہ کی ''قائم سنت'' کہ تم یہ محفوظ کرو کہ آپ نے کیسے نماز پڑھی اور وضو کیا' آپؐ نے کیسے روزہ رکھا' حج کیا اور جہاد کیا' آپؐ کیسے کلام فرماتے تھے' اور زبان کو کیسے (ناپسندیدہ) باتوں سے روکتے تھے۔ آپؐ کے کیسے اخلاق تھے' تم حضورﷺ کی ہدایت کیا اتباع کرو اوران کی سنت پر علم کرو۔ تم جن چیزوں میں مشغول ہو اوران میں تم حد سے بڑھ گئے ہو یہ علم آخرت نہیں بلکہ علوم دنیا ہے۔ تم فقہاء کی ترجیحات واستحسانات اوران کی تفصیلی بحثوں میں منہمک ہوگئے ہو۔ علوم آلیہ (وہ علوم جو بطور ذرائع کے ہیں دوسرے علوم کے حصول کے لئے' جیسے منطق وغیرہ) کو مستقل علوم سمجھ کران میں مشغول نہ ہو انہیں علوم آلیہ ہی سمجھو' کیا اللہ نے تم پرواجب نہیں کیا کہ تم علم کی نشرواشاعت کرو' کہ مسلمانوں کے علاقوں میں اسلامی معاشرے کا ظہور ہو' لیکن تم اسلامی شعائر کو بروئے کار نہیں لائے' تم زائد چیزوں میں پڑ گئے اور تم نے اسی کو لوگوں کی نظروں میں حق ودین کا مطلوب بنا کر پیش کیا' کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ علاقے علماء سے خالی ہوگئے ہیں' اور علماء ہیں تو ان سے اسلامی شعائر کے ظہور میں مدد نہیں ملتی۔

میں واعظوں' عبادت گزاروں اور خانقاہوں میں بیٹھنے والوں سے کہتا ہوں: اے زاہدو! تم ہر نشیب وفراز سے گزرے ہو اور تم نے ہر رطب ویابس کو سمیٹا ہے۔ تم نے لوگوں کو جعلی اور باطل چیزوں کی طرف بلایا اور لوگوں کو تنگی میں ڈالا۔ حالانکہ تمہیں تو بھیجا گیا تھا آسانی پیدا کرنے کے لئے نہ کہ تنگی کے لئے۔ تم عاشقوں میں سے مغلوب الحال افراد کے کلام سے چمٹ گئے اور عاشقوں کے کلام سے تو کچھ پلے نہیں پڑتا' تم نے وسوسوں کو اچھا سمجھا اور اسے احتیاط کا نام دیا' تمہارے بارے میں اللہ کی مرضی تو یہ تھی کہ تم ''احسان'' کو اس کے دونوں جزوں کے ساتھ سمجھو جزو اعتقادی اور جزو عملی دونوں کے ساتھ تم اس ''احسان'' کو مغلوب الاحوال اور مکاشفوں والوں کے اشارات سے مخلوط کئے بغیر حاصل کرو اور لوگوں کو اس کی طرف بلاؤ کیا تم نہیں جانتے کہ ساری کی ساری رحمت اور پوری کی پوری ہدایت اس میں ہے' جو تمہارے لئے حضرت محمدﷺ لے کر آئے کیا جو کچھ تم کرتے ہو آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ ایسا کرتے تھے؟

میں بادشاہوں سے کہتا ہوں: اے بادشاہو! اس زمانے میں ملاء اعلیٰ کی مرضی یہ ہے کہ تم تلواریں کھینچ لو اور اس وقت تک انہیں نیام میں نہ ڈالو جب تک اللہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان دوٹوک فیصلہ نہ کردے اور جب تک سرکش' فاسق اور کافر اپنے میں سے کمزوروں سے جاکر نہ مل جائیں' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وقاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ اللہ (الانفال ر ۳۹) '' تم ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کا ہوجائے''

جب یہ دوٹوک فیصلہ ہوجائے (اور مشرکین کو شکست ہو) تو ملاء اعلیٰ کی مرضی یہ ہے کہ تم ہر سمت میں اور ہر تین یا چار دن کی منزل پر ایک عادل امیر مقرر کرو' جو ظالم سے مظلوم کا حق لے' حدود اللہ قائم کرے اور اس کی کوشش ہو کہ لوگوں

میں فساد نہ ہو نہ لڑائی' نہ ارتداد اور کبیرہ گناہ۔ اسلام پھیلے اور اس کے شعائر کا ظہور ہو وہ امیر ہر ایک سے ایک کے فرائض منصبی پورے کرائے۔ ہر علاقے کے امیر کا اپنے علاقے کی اصلاح کرنے پر قدرت رکھے۔ یہ رعب ودبدبہ اس لئے نہ ہو کہ اس کی بناء پر من مانی کرے اور بادشاہ وسلطان کی نافرمانی کرے۔

بادشاہ کو چاہیے کہ وہ ہر بڑی اقلیم میں ایک امیر مقرر کرے' جس کے ذمے صرف لڑائی کے امور ہوں اس کے ماتحت بارہ ہزار مجاہد ہوں' وہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈریں اور ہر باغی اور سرکش سے لڑیں جب یہ ہو جائے تو ملاء اعلیٰ کی مرضی یہ ہے کہ وہ امیر خاندانی زندگی کاروباری معاملات کے معاہدوں اور ایسے ہی دوسرے امور کے نظاموں کو جانچے پرکھے' تاکہ ہر چیز شرع کے موافق ہو جائے اور لوگوں کو پوری طرح امن نصیب ہو۔

<u>میں امراء سے کہتا ہوں:</u> اے امیرو! کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے' تم فانی لذتوں میں منہمک ہو اور تم نے رعایا کو اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے کہ اس میں سے بعض بعض کو کھاتے رہیں' شرابیں کھلے بندوں پی جاتی ہیں اور تم اسے برا نہیں سمجھتے' زنا' شراب خوری اور جوابازی کے لئے مکان بنائے جاتے ہیں اور تم ان کو نہیں توڑتے بڑے بڑے علاقے ہیں' جہاں چھ سو سال سے زیادہ عرصے سے کبھی کوئی حد نہیں جاری کی گئی' جس کو تم کمزور پاتے ہو' اسے ہڑپ کر لیتے ہو' جسے قوی پاتے ہو اسے چھوڑ دیتے ہو' تمہارے خیالات لذیذ کھانوں' عورتوں کی لطافتوں' کپڑوں اور مکانوں کے حسن وخوبی کے لئے وقف ہو کر رہ گئے ہیں' تم نے کبھی سر اونچا کر کے اللہ کی طرف توجہ نہیں کی' تم اس کا اپنی زبانوں سے صرف اپنی حکایتوں کے دوران ذکر کرتے ہو' گویا کہ تم محض اللہ کا نام لینے سے زمانے میں انقلاب چاہتے ہو' تم کہتے ہو کہ اللہ اس پر قادر ہے اور تمہاری اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ زمانے میں اس طرح انقلاب آجائے گا۔

<u>میں فوجیوں سے کہتا ہوں:</u> اے فوجیو! اللہ نے تمہیں جہاد کے لئے باہر نکالا تھا تاکہ تم کلمہ حق کو ظاہر کرو اور شرک اور اہل شرک کو دباؤ' تم نے رباط الخیل (لڑائی کے لئے گھوڑے باندھنا) اور اسلحہ بندی کو ایک ذریعہ معاش بنالیا ہے اور اس کے ذریعے بغیر جہاد کی نیت اور قصد کے تم زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کرتے ہو' تم شراب اور بھنگ پیتے ہو' تم نے داڑھیاں منڈوا رکھی ہیں' مونچھیں بڑھالی ہیں' لوگوں پر ظلم کرتے ہو اور جہاں سے بھی مل جاتا ہے بے پرواہ ہو کر کھاتے ہو' خدا کی قسم تم عنقریب اللہ کی طرف لوٹو گے' پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے' تمہارے بارے میں اللہ کی مرضی یہ ہے کہ تم غازیوں میں سے جو صالحین ہیں' ان کا لباس پہنو' داڑھیاں بڑھاؤ' مونچھیں کٹواؤ' پانچ وقت کی نماز پڑھو' لوگوں کے معاملے کے بارے میں اللہ سے ڈرو' جنگ وقتال اور مصیبت میں صبر کرو' نمازوں میں جو رخصتیں ہیں' جیسے قصر' جمع' سنتوں کا ترک' اور تیمم' ان پر مضبوطی سے عمل کرو' فرائض پر سختی سے جمے رہو اپنی نیتوں کو اچھا کرو' تمہارا پروردگار تمہارے خاندان کو برکت دے گا اور تم کو تمہارے دشمنوں پر فتح دے گا اور تم کو تمہارے دشمنوں پر فتح دے گا۔

<u>میں دست کاریوں اور حرفت پیشہ والوں سے کہتا ہوں:</u> تمہاری امانتیں ضائع ہوگئیں تم نے اپنے پروردگار کی

عبادت سے انحراف کیا اور اسکے ساتھ دوسروں کو شریک بنایا تم نے اپنے شیطانوں کے لئے جانوروں کی قربانیاں دیں اور شاہ مدار اور سالار غازی کے مزاروں پر حج کئے' تمہاری یہ حرکات کتنی بری ہیں' تم میں سے بہت سے لوگ ہیں کہ ان کے پاس نہ زیادہ مال ہے اور نہ آمدنی' لیکن وہ اپنے لباس' زینت و آرائش اور کھانے میں تکلف کرتے ہیں اور ان کی آمدنی ان چیزوں کے لئے کافی نہیں ہوتی' چنانچہ اس وجہ سے ان کی عورتوں کے حقوق پورے نہیں ہوتے۔

تم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو شراب پیتے اور فواحش کا ارتکاب کرتے ہیں' ان سے ان کی معاش دینوی بھی ضائع ہوتی ہے اور آخرت بھی' اللہ نے تمہارے لئے اتنی روزی یقیناً فراہم کردی ہے کہ اگر تم میانہ روی اختیار کرو تو وہ تمہارے لئے اور ان کے لئے جن کے تم پر حقوق ہیں' کافی ہو اور آخرت کے زادراہ کے لئے بھی کافی ہو' تم نے اپنے پروردگار کی نعمت کی ناشکری کی اور بری تدبیر کو اختیار کیا' تم جہنم کے عذاب سے نہیں ڈرتے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے' اپنی صبحیں اور شامیں اللہ کے ذکر میں' پورا دن اپنی حرفتوں اور اپنے پیشوں میں اور راتیں اپنی بیویوں کے ساتھ صرف کرو' آمدنی سے کم خرچ کرو اور اس سے جو بچے غریب الوطن اور محتاج ہوں ان کی مدد کرو کچھ آنے والی آفات اور ضرورتوں کے لئے بچا کر رکھو' اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ تم لوگوں کی غلط تدبیر ہوگی۔

میں مسلمان جماعتوں سے بحیثیت مجموعی ایک بات کہتا ہوں:

اے بنی آدم کے گروہو! تمہارے اخلاق میں فتور آ گیا ہے' تم پر بخل اور کنجوسی نے غلبہ پالیا ہے' شیطان کا تم پر تسلط ہو گیا ہے' عورتیں مردوں کے سر ہوگئی ہیں' اور مرد عورتوں کو حقیر سمجھتے ہیں' تم حرام کو اچھا سمجھتے ہو' اور حلال کو برا' میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ ایک آدمی کو ایسی چیزوں کا مکلف بناتا ہے' جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے' اپنی جنسی خواہش کی نکاح سے تسکین کرو' خواہ تمہیں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا پڑیں' اپنے کھانے پینے اور لباس میں ایسا تکلف نہ کرو کہ تم اس کے مصارف کا بار نہ اٹھا سکو' اپنی بیوی کو معلق بنا کر نہ چھوڑو (کہ نہ اسے گھر بساؤ اور نہ طلاق دو) اپنے اوپر چیزوں کو تنگ نہ کرو' کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارے نفوس فسق و فجور کی طرف مائل ہوں گے' اللہ یہ پسند کرتا ہے کہ اسکی عطا کردہ رخصتوں پر اسی طرح عمل پیرا ہو جیسے اس کی مقرر کردہ عزیمتوں پر اپنے پیٹوں کی خواہش کا مداوا کھانوں سے کرو اور اتنا کماؤ جو تمہارے لئے کافی ہو' لوگوں پر بار نہ بنو کہ ان سے مانگتے رہو' اور وہ تمہیں کچھ دینے سے انکار کردیں' اسی طرح خلفاء اور امراء پر بار نہ بنو' تمہارے لئے اچھی بات یہ ہے کہ ہاتھوں سے کماؤ' اس سے مستثنیٰ صرف وہ بندہ ہو سکتا ہے جسے اللہ نے یہ الہام کیا ہو کہ اس کے لئے کافی ہے' اور اسے وہ فقر و فاقہ سے محفوظ رکھے۔

اے بنی آدم کے گروہو! جسے رہنے کیلئے مسکن' پیاس بجھانے کیلئے پانی' پیٹ بھرنے کیلئے کھانا' تن ڈھانکنے کیلئے کپڑا' جنسی ضروریات کیلئے بیوی جو معیشت میں اسکی مددگار و معاون ہو' میسر آجائے تو اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

(بشکریہ تعمیر حیات لکھنؤ)

جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

پاکستان پر امریکی حملہ۔ سانحہ ایبٹ آباد

(مزید انکشافات)

امریکی صدر کی ہدایات کے تحت سی آئی اے نے ۲ مئی ۲۰۱۱ء کو ایبٹ آباد میں اسامہ کو قتل کرنے کا دعویٰ کیا اور اسی دن لاش کو سمندر برد کر دیا۔ اس کہانی میں بے شمار خامیاں ہیں جو اس کے جھوٹے ہونے کی دلالت کرتی ہیں۔ یہ کاروائی دراصل پاکستان کی خودمختاری پر براہ راست حملہ ہے جس پر تبصرہ کرتے ہوئے میں نے دو مئی کو پاکستانی میڈیا سے کہا تھا: ''یہ ڈرامہ ہے' جھوٹ ہے' نائن الیون کے فریب کا تسلسل ہے۔ اسامہ کو دو سال پہلے ہی قتل کیا جا چکا ہے۔ اسامہ کے اہل خاندان غالباً ایبٹ آباد میں رہتے تھے۔ حملہ آور تربیلہ بیس سے آئے تھے اور اسامہ کے ہم شکل کو ان کے بچوں کے سامنے قتل کر کے لاش افغانستان لے گئے۔'' اس واقعہ سے متعلق جو حقائق سامنے آئے ہیں وہ میرے بیان کو سچ ثابت کرتے ہیں: ''اسامہ کو ۲۰۰۹ء میں افغانستان میں قتل کیا گیا اور مقتول کی تصویر بھی شائع کی گئی اور یہی تصویر دوبارہ ۲ رمئی ۲۰۱۱ء کو شائع کی گئی اور غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اس تصویر کو واپس لے لیا گیا۔ ایران کے صدر جناب محمود احمدی نژاد نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ: ''اسامہ کو کئی سال قبل گرفتار کر لیا گیا تھا لیکن امریکی موقع کی تلاش میں تھے تاکہ کسی موزوں وقت پر انہیں قتل کر کے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے اور اب جبکہ انتخابات قریب ہیں تو اوبامہ اسے کیش کرانا چاہتے ہیں۔''

امریکہ کا یہ کہنا کہ حملہ آور افغانستان (باگرام) سے آئے' قطعاً غلط ہے۔ چشم دید گواہوں کے بیانات' جو ہمارے معتبر صحافیوں نے شائع کئے ہیں وہ گواہی دیتے ہیں کہ حملہ آور تربیلہ سے آئے تھے: ''کالا ڈھاکا کے گاؤں کنڈر حسن زئی کے مکینوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ۲ مئی کی شب ایبٹ آباد آپریشن کے دوران کھیتوں میں لینڈ کرنے والے امریکی ہیلی کاپٹر تربیلا کیمپ کی جانب سے آئے تھے جو تربیلہ جھیل اور دریائے سندھ کے اوپر نچلی پرواز کرتے ہوئے گاؤں کنڈر حسن زئی پہنچے اور 'مناب خان' نامی زمیندار کے کھیتوں میں اترے تھے۔ وہاں پر ان کا قیام ایک محتاط اندازے کے مطابق تمیں منٹ کا تھا۔ اس کے بعد وہ دریا کے اوپر بہت نیچی پرواز کرتے ہوئے مانسہرہ کی طرف پرواز کر گئے۔ ایبٹ آباد کے مقامی لوگوں نے بتایا کہ ''دونوں ہیلی کاپٹر اس گھر کے اوپر آکر رکے تو خالی احاطے کی دیوار کے ساتھ کسی چیز کو آگ لگ

گئی جو پندرہ بیس منٹ بعد خود بخود ہی بجھ گئی۔ جیسا کہ امریکی دعویٰ کر رہے ہیں کہ ان کا ایک ہیلی کاپٹر گرا تھا جو درست نہیں ہے کیونکہ ہیلی کاپٹر کو لگنے والی آگ پندرہ بیس منٹ میں خود بخود کیسے بجھ گئی جبکہ فائر بریگیڈ امریکیوں کے جانے کے نصف گھنٹہ بعد پہنچا۔ یہ ہیلی کاپٹر نہیں تھا کیونکہ جب امریکیوں کی روانگی کے بعد ہم لوگ اندر گئے اور اسے چند فٹ کے فاصلے سے دیکھا تو اس کے ٹوٹے ہوئے حصے پلاسٹک کے نظر آئے۔ ایک حصے پر NSA لکھا ہوا تھا۔ اگر یہ ہیلی کاپٹر تھا تو اس میں یقیناً پٹرول بھی ہوتا جس کی آگ بجھنے میں گھنٹوں لگ جانے چاہئیں تھے لیکن یہ آگ بغیر کسی کے بجھائے پندرہ بیس منٹ میں بجھ گئی جبکہ امریکی ابھی گھر کے اندر کارروائی میں مصروف تھے۔''

جس گھر پہ حملہ کیا گیا اور جہاں مبینہ طور پر اسامہ کو قتل کیا گیا اس سے متعلق بھی چشم دید گواہوں کے بیانات ملاحظہ فرمایئے: ''ایبٹ آباد کے رہائشی سکول ٹیچر محمد آصف نے پورے اعتماد سے بات کی کہ ''یہاں کے لوگ یہ بات تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں کہ اسامہ بن لادن یہاں گزشتہ پانچ چھ سالوں سے مقیم تھے۔ آصف کا کہنا تھا کہ یہ سب ڈرامہ ہے جو کسی خاص مقصد کیلئے رچایا گیا ہے لیکن مقصد سے وہ بھی لاعلم تھے۔ یہ گھر نشیب میں ہے جہاں نہ ٹیلیفون ہے' نہ انٹرنیٹ کنکشن ہے اور نہ کوئی سکیورٹی کا انتظام ہے۔ نشیبی علاقے میں ہونے کی وجہ سے آس پاس موجود دیگر گھروں کی طرح یہ بھی ایک عام سا گھر نظر آتا ہے۔ یہاں آس پاس کئی اور مکانات ہیں جن کی دیواریں اتنی ہی بلند ہیں اور خاردار تاروں سے انہیں مزید محفوظ بنایا گیا ہے۔ البتہ ساڑھے سات مرلہ کے اس مکان کے دائیں بائیں دو اضافی احاطے اسے منفرد بناتے ہیں۔ عقل اس بات کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے کہ دنیا کا مطلوب ترین ٹارگٹ (High Value) اس مکان میں پناہ لئے ہوئے تھا جو کسی طرح بھی محفوظ نہیں تھا''۔ بلال ٹاؤن کے ایک اور رہائشی مشتاق جدون گزشتہ آٹھ سال سے فیملی کے ساتھ یہاں رہ رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ: ''انہوں نے گھر کی تعمیر اور اس کے بعد اس مکان کے رہائشیوں کے حوالے سے کوئی غیر معمولی بات نہ کبھی دیکھی نہ محسوس کی۔ اس علاقے میں زیادہ تر غیر مقامی لوگ ۲۰۰۵ء کے زلزلے کے بعد نئی تعمیرات کر رہے ہیں جو ایک دوسرے سے کوئی راہ و رسم نہیں رکھتے۔ ان کے خیال میں اس مکان کا مالک کوئی بڑا آدمی تھا۔ مقامی لوگ اس بات کو تسلیم کرنے سے قطعاً انکاری ہیں کہ اسامہ بن لادن وہاں رہ رہے تھے۔ انہوں نے اسے امریکی ڈرامہ قرار دیتے ہوئے یکسر مسترد کر دیا۔''

ایک مقامی پڑھے لکھے نوجوان نے' جس کا گھر پاس ہی ہے' بتایا کہ: ''میں نے درجنوں بار اس گھر کے مکین خان صاحب' ان کے بچوں اور بھائی کو دیکھا اور ان سے مختصر بات چیت بھی کی۔ وہ دونوں بھائی آپس میں اور بچوں کے ساتھ پشتو میں بات کرتے تھے لیکن ہمارے ساتھ اردو بولتے تھے۔ محلے کے دیگر نصف درجن لوگوں کی موجودگی میں انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک اسامہ بن لادن طلسماتی شخصیت تھے لیکن ہم نے اس گھر میں ان دو بھائیوں اور بچوں کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھا۔ اس گھر میں اسامہ کی موجودگی خارج از امکان اور محض امریکی ڈرامہ ہے۔ یہ بات سمجھ سے

باہر ہے کہ اتنا اہم شخص اس قسم کے عام سے علاقے میں بغیر کسی حفاظتی حصار کے رہ رہا تھا۔ یہاں نہ کوئی ٹیلیفون نہ دنیا سے کوئی رابطہ تھا' تو کیسے یہ گھر اسامہ کا کمانڈ اور کنٹرول سنٹر تھا جہاں سے عالمی دہشت گردی کی منصوبہ بندی ہوتی تھی۔ درحقیقت آپریشن کرنے والے فوجیوں نے اسامہ کے ہم شکل ایک قیدی کو ایبٹ آباد لاکر اس اندھیرے کمرے میں قتل کر دیا جس میں اس کی بیٹیاں چھپی ہوئی تھیں۔ حیرت ہے کہ نہ تو اسامہ کی جانب سے کسی قسم کی مزاحمت ہوئی اور نہ ہی اہل خانہ کی جانب سے کوئی گولی چلائی گئی۔ غالباً اسامہ کی بیویاں اور بچے بغیر کسی حفاظتی گارڈ کے اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے لیکن اسامہ خود یہاں کبھی نہیں آئے کیونکہ وہ کافی عرصے سے علیل تھے اور ان کی صحت اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ وہ افغانستان سے ایبٹ آباد تک سفر کرسکتے۔"

ایبٹ آباد کے لطیف اکبر کے مطابق "اس رات حسب معمول ساڑھے گیارہ بجے بجلی بند تھی کیونکہ یہاں لوڈشیڈنگ کے اوقات مقرر نہیں ہیں۔ اسی دوران سوا بارہ بجے کے قریب ہیلی کاپٹر کی آواز آئی اور ختم ہوگئی۔ بارہ پندرہ منٹ بعد دو ہیلی کاپٹروں کی آوازیں آئیں اور یہ مغربی سمت یعنی کاکول اکیڈمی کی طرف سے آرہے تھے۔ ان میں سے ایک ہیلی کاپٹر نے روشنی کے گولے پھینکے جس سے (ٹھنڈا چوا) بلال ٹاؤن کی آبادی روشن ہوگئی۔ ہم نے پہلے اسے معمول کی کارروائی سمجھا لیکن پھر جب دونوں ہیلی کاپٹر اس گھر کے اوپر آکر ٹھہر گئے تو ہم پریشان ہوکر گھروں سے باہر نکل آئے۔ اس دوران ایک ہیلی کاپٹر سے بیس پچیس فوجی گھر کی بیرونی دیواروں کے باہر اترے جبکہ دوسرے ہیلی کاپٹر سے احاطے کی اندرونی جانب رسوں سے لٹک کر فوجی اترنے لگے۔ عین اسی وقت جب اوپر سے اترنے والے فوجی مذکورہ گھر کے باہر پوزیشنیں لے رہے تھے' تو اس گلی میں جو اس گھر کی جانب جاتی ہے' ہم ۲۵ تا ۳۰ لوگ جمع ہو چکے تھے' اچانک بجلی آگئی اور تمام گھروں کی اندرونی بتیاں اور گلی میں لگے بلب روشن ہوگئے۔ اس وقت ان فوجیوں میں سے ایک نے پشتو میں اونچی آواز میں کہا "لائٹ آف لکا" یعنی بجلی بند کرو اور چند سیکنڈ کے بعد ہی بجلی بند ہوگئی۔ اس موقع پر ٹھنڈا چوا کی جانب سے آنے والی گلی میں چند افراد پہنچ چکے تھے اور واقعات کا نظارہ کر رہے تھے' کچھ اور افراد بھی اپنے گھروں سے نکل آئے تھے جو اسامہ بن لادن کے مبینہ گھر کے باہر اندھیرے میں موجود فوجیوں کی موجودگی سے بے خبر تھے' اور دوڑ کر گھر کے سامنے پہنچ گئے۔ اس دوران بغیر روشنی کے دو تین بڑے دھماکے ہوئے جس سے قریبی گھروں کے شیشے ٹوٹ گئے اور اس گھر کے بیرونی احاطے کی دیوار کا ایک حصہ بھی گر گیا جہاں سے چند افراد اندر داخل ہوگئے۔ یہ لوگ مدد کی غرض سے اندر گئے کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ پاک آرمی کے کسی ہیلی کاپٹر کو حادثہ پیش آیا ہے۔ ان میں سے چند افراد ڈر کر باہر آگئے جبکہ کچھ افراد کو امریکی فوجی ہیلی کاپٹر میں ساتھ لے گئے' جن کا اس گھر سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ کارروائی ڈیڑھ بجے رات تک جاری رہی اور اندر سے اکا دکا فائرنگ کی آوازیں بھی آتی رہیں۔" دو مئی کو واقعہ پیش آنے کے بعد کئی دن تک اسامہ کے مبینہ مکان کے گیٹ تک میڈیا سمیت ہر شخص کو رسائی حاصل رہی اور عام افراد بھی تصاویر اور ویڈیو بناتے رہے لیکن

اب محلے کے افراد اپنے گھروں میں بھی نہیں جا سکتے۔"

یہ بات انتہائی قابل افسوس ہے کہ حکومت پاکستان اور ہمارے مقتدر اداروں نے امریکی فریب میں آکر بلا سوچے سمجھے اپنی ناکامی کا اعتراف کر لیا اور ان سوالات کا جواب تلاش کرنے کی کوشش ہی نہیں کی جو اس جھوٹ کو بے نقاب کر سکتے تھے:

☆ ۲۰۰۹ء میں جب اس گھر پر کمانڈو ایکشن کرتے ہوئے ابولفراج کو گرفتار کیا گیا تو اس وقت اسامہ اور اس کے اہل خانہ جو امریکہ کے بقول ۲۰۰۶ء سے وہاں رہ رہے تھے انہیں کیوں گرفتار نہیں کیا گیا؟

☆ اگر اسامہ ۲۰۰۶ء سے اس گھر میں رہ رہا تھا تو ہماری سکیورٹی ایجنسیاں اس کے گرد گھیرا تنگ کر کے اسے کچھ عرصہ پہلے کیوں نہ پکڑ سکیں؟ اتنا عرصہ انتظار کی کیا ضرورت تھی؟

☆ جیسا کہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہماری فضائیہ کے دولڑاکا طیارے تیس منٹ کے اندر اندر فضا میں بلند ہو چکے تھے تو وہ کیوں کوئی کاروائی نہ کر سکے۔ کیا رکاوٹ تھی؟

☆ شہری اور دیہی علاقوں میں انٹیلی جنس کی ذمہ داری آئی بی، سی آئی ڈی اور ایس اے سی (Special Anti Crime) یونٹس کی ہے۔

اس حوالے سے ان اداروں کا کیا کردار ہے اور سارا الزام صرف آئی ایس آئی پر ہی کیوں ڈال دیا گیا؟

☆ امریکہ گذشتہ نصف صدی سے ہمارا اتحادی ہے اور ہمیں "اہم اتحادی اور غیر نیٹو اتحادی" ہونے کا خطاب بھی عطا کیا گیا ہے تو اس کے باوجود دوستی کی آڑ میں ہماری پیٹھ پر وار کرنے اور ہمارے اداروں کو اپنی حفاظت میں ناکام ٹھہرانے کا الزام دینے کا کیا مقصد ہے؟

سینیٹر جان کیری پاکستان آیا ہوا ہے اور پہلا اعلامیہ جاری ہو چکا ہے جو ہماری سفارتی بدحواسی کا مظہر ہے کہ "پاکستان اور امریکہ آئندہ ایسے اقدامات مل کر کیا کریں گے۔" یعنی ڈرون حملوں کی طرح ہماری خودمختاری پر حملے ہوتے رہیں گے، بے گناہ پاکستانیوں کا قتال ہوتا رہے گا اور قومی غیرت پامال ہوتی رہے گی۔ اسامہ کے بعد اب ایمن الظواہری کا مطالبہ کیا گیا ہے، کل کسی اور کا ہوگا اور یہ دباؤ جاری رہے گا۔ ان سے کیوں نہیں کہہ دیا جاتا کہ بند کرو یہ کھیل، جو اسامہ کے قتل کے بعد ختم ہو چکا ہے۔ سیدھی بات کرو کہ اب پاکستان اور امریکہ کے تعلقات اخلاقی اور سفارتی اصولوں کی بنیاد پر قائم ہوں گے نہ کہ آقا و غلام کی سطح پر۔ دہشت گردی تو اس دن سے شروع ہوئی جب امریکہ نے افغانستان پر قبضہ کیا تھا اور اس دن ختم ہوگی جس دن قابض فوجیں افغانستان سے نکلیں گی۔ اس انتظار میں ہم نے دس سال گزار دیے ہیں اور پاکستانی قوم مزید انتظار کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

پہلی مجلس: مرتب خطیب الاسلام: مولانا محمد امیر بجلی گھر

مجالس شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی قدس سرہ

داستان فصل گل را از نظیری می شنو
عندلیب آشفتہ تری گوید ایں افسانہ را

اسلام کے قرن اول سے لے کر آج تک ہر زمانے میں انسانوں کی تعلیم وتربیت اور اصلاح اعمال واخلاق کے لئے علماء صلحاء اور اولیاء اللہ کی مجلسیں نسخہ اکسیر ثابت ہوئی ہے بندہ حقیر کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے ماحول میں بیٹھنا نصیب فرمایا جہاں شروع ہی سے ان مجالس کے تذکرے سنے۔

میرے انتہائی مشفق اساتذہ کرام شیخ الحدیث حضرت مولانا ایوب جان صاحبؒ (بنوری) حضرت مولانا مفتی عبدالطیف صاحبؒ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ (نقشبندی) حضرت مولانا پائندہ محمد صاحبؒ (کابل استاد) اور حضرت مولانا عبدالرؤف صاحبؒ نور اللہ مراقدہم کو ہمیشہ شیخ العرب والعجم، مجاہد اعظم، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ ،جبل العلم حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری، شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی قدس اللہ اسرارہم کے علم وفضل اور ان کے اخلاص اور للّٰہیت کے واقعات اور تذکرے کرتے ہوئے دیکھا۔ بندہ کو حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب (کشمیری) اور حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحبؒ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ البتہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحبؒ مدنی کی زیارت دو مرتبہ نصیب ہوئی اور بندہ کا بیعت کا تعلق بھی حضرت شیخ الاسلام سے ہے۔ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتویؒ کی زیارت پہلی مرتبہ 1958ء میں مدرسہ رحمانیہ تھہکال بالا میں ہوئی۔ پھر اس کے بعد غورغشتی کی حاضری مسلسل شروع ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کو دینی تربیت اور اصلاح خلق کے لئے چن لیا تھا۔

آپ کی مجالس علم اور معرفت کے ساتھ اصلاح ظاہر وباطن میں جو تاثیر رکھتی تھی' اس کو تو وہی جان سکتے تھے' جن کو اس دربار کی کبھی حاضری نصیب ہوئی ہے۔ اس کو کسی بیان وتعبیر سے نہیں سمجھایا جاسکتا حضرت شیخ الحدیث صاحب کے نزدیک علوم عربیہ کے نصاب سے فراغت کے بعد کسی بزرگ کی خدمت وصحبت میں رہ کر تزکیہ باطنی اور

ذکر اللہ کے بغیر علوم ظاہرہ بے روح رہتے ہیں یہ ضروری ہے۔

غورغشتی کی سب سے پہلی حاضری: بندہ کی سب سے پہلی حاضری 1958ء میں حاجی تاج محمد صاحب کی معیت میں ہوئی۔ جو کہ انڈوں کے اس زمانے میں بہت بڑے تاجر تھے۔ ہم جب غورغشتی حاضر ہوئے تو حضرت ظہر کی نماز کے لئے تیاری کرر ہے تھے۔ ہم نے بھی وضو کیا حضرت نے ظہر کی چار سنت کی نیت باندھ لیں اور ہم نے بھی نیت ادا کرلی اور پھر حضرت نے خود امامت فرمائی۔ اور ہم نے حضرت کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد حضرت محراب میں بیٹھے ہوئے تھے اور مرشدین، مقتدین، زائرین اور واردین آتے رہے اور حضرت سے مصافحہ کر کے ایک طرف ہو کر بیٹھتے رہے، ہم نے بھی قدم بوسی کا شرف حاصل کرلیا اور ایک طرف حضرت کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت نے سب سے فرداً فرداً خیریت دریافت کی۔ اتنے میں کچھ طلباء آئے انہوں نے حضرت سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے۔ حضرت نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم طالب علم ہیں اور شاہ منصور سے آئے ہیں، شیخ القرآن حضرت مولانا عبدالہادی صالح شاہ منصوری سے تفسیر پڑھتے ہیں، فرمایا کہ بہت اچھا ہے، بہت اچھا ہے، پھر ان سے حضرت مولانا عبدالہادی صاحب کی خیریت دریافت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت الحمدللہ شاہ منصور مولانا صاحبؒ بالکل خیر و عافیت سے ہیں تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ الحمدللہ وہ دین کی بڑی خدمت کرر ہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دین کی خدمت کے لئے سلامت رکھے۔

ارشاد فرمایا کہ قرآن و حدیث اور فقہ میں مہارت پیدا کرو۔ ان کو مقصد بنالو۔ منطق و ریاضی اور فلسفہ کو مقصد مت بناؤ۔

فرمایا: کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ فلسفہ یونانی پڑھنے پڑھانے کے اس لئے حامی تھے کہ اسلامی عقائد سے دفاع انہی اصول و قواعد کی رو سے کیا جاسکے جو یہ فلسفہ پیش کرتا ہے اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی نظر اس پر تھی کہ اس فلسفے کے بہت سے نظریات اسلامی عقائد کے خلاف ہیں ان کو دینی مدارس میں درس کے طور پر پڑھانا دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کا سبب ہوسکتا ہے، پھر فرمایا کہ یہ دونوں بزرگ ہمارے مقتداء او پیشواء ہیں، ان میں سے جس کی رائے پر بھی عمل کوئی کرے خیر ہی خیر ہے۔ لیکن اس کو ضرورت کے درجہ میں رکھو۔ پھر فرمایا کہ یہ ضرورت ہے اگر چہ یہ سیکھنے میں آگے ہیں لیکن اس کو ضرورت کے درجہ میں رکھنا چاہیے اور قرآن و حدیث اور فقہ کو اپنا مقصد بنانا چاہیے۔

ارشاد فرمایا: کہ اپنی زندگی کا مقصد قرآں اور حدیث کا سیکھنا اور دوسروں کا سکھانا بنانا چاہیے۔ اس لئے کہ دین سیکھنے اور سکھانے کا نام ہے۔ ارشاد فرمایا: کہ اپنے اندر ادب کی صفت پیدا کرو، پھر فرمایا کہ علمی تحقیق سے زیادہ ضرورت ادب کی ہے، بلکہ بزرگان سلف اور اپنے اساتذہ و مشائخ کا ادب کرنے سے اللہ تعالیٰ تحقیق کی شان بھی عطا فرمادیتے ہیں، اور بزرگان سلف کا ادب چھوڑ کر جو تحقیق کی جائے اس میں لغزش اور غلط فہمی کا بڑا خطرہ ہے۔

ارشاد فرمایا: کہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ بہت بڑے عارف اور سالک گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ باادب باشتہ بزرگ شوی۔ کہ بزرگی نتیجہ ادب است۔ کہ آدمی اگر بلند مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے اندر ادب پیدا کرے۔

ارشاد فرمایا: کہ دین تین چیزوں سے خراب ہوتا ہے شرک' بدعات اور کتمان حق' پھر فرمایا کہ ہمیشہ اظہار حق کرنا چاہیے لیکن حکمت سے۔

ارشاد فرمایا: کہ سب سے بڑی چیز اخلاص ہے ایک آدمی خلاصہ اور قاعدہ پڑھاتا ہے لیکن اس میں خلوص اور للٰہیت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھاتا ہے اور دوسرا آدمی بخاری شریف پڑھاتا ہے لیکن اس میں خلوص اور للٰہیت نہیں بلکہ سمعہ اور ریاء ہے تو وہ آدمی جو خلاصہ اور قاعدہ پڑھاتا ہے وہ اس دوسرے آدمی سے افضل ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ابونواس ایک بہت بڑے عربی شاعر گزرے ہیں۔ اس کی زندگی ساری فسق و فجور میں گزری تھی' آخر میں جب وہ قریب موت ہوئے تو اپنی بیٹی سے آخر وقت میں کاغذ اور قلم مانگا اور بالکل تنہائی میں یہ چار اشعار بڑے خلوص اور عاجزی سے کہیں جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس کی ساری عمر کے گناہوں کو بخش دیا۔ اشعار یہ ہیں۔

یارب ان عظمت ذنوبی کثرۃ فلقد علمت بان عفوک اعظم
ان کان لا یرجوک الا محسن فمن الذی یدعواو یرجوالمجرم
فدعوت رب کما امرت تضرعا ولئن رددت یدی فمن ذا یرحم
مالی الیک وسیلۃ الاالرجی فجمیل عفوک ثم انی مسلم

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عمل زیادہ مقبول ہے جس میں خلوص ہوں

ارشاد: فرمایا کہ الحمدللہ ہمارے اکابرین علماء ربانیین بھی تھے اور عارفین کاملین بھی تھے' پھر فرمایا کہ عارفین جو بھی عمل اور عبادت کرتے ہیں تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: کہ بزرگوں اور اولیاء اللہ کے نزدیک بوقت عبادت جنت مطمع نظر نہیں ہوتی بلکہ صرف ذات باری تعالیٰ اور اس کی رضا ان کا مقصود اور مطلوب ہوتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ عارف باللہ کا اصل مقام یہ ہے کہ اس کی نظر نہ دنیا کی زینت پر ہو اور نہ آخرت کی نعمتوں پر بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا مطلوب بنالے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مل جائیں تو دونوں جہاں کی نعمتیں اور خوشیاں بھی حاصل ہو جائیں گی۔

فرمایا: کہ عارف باللہ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ فرماتے ہیں۔

بابا ربہ گلزار شدم رہگذری برگل نظرے فگندم از بے خبری

ترجمہ: (یعنی میں اپنے محبوب کے ساتھ باغ پر گزرا بے خبری سے وہاں ایک پھول پر میری نظر پڑی)

دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا رخسار من ایں جا است تو در گل نگری

ترجمہ: (محبوب نے بطور طعنہ کہا کہ شرم وحیا کر میرے چہرہ اور رخسار سامنے ہیں اور تو پھول کو دیکھ رہا ہے)

ایک طالب علم نے لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وظیفہ پڑھنے کی اجازت مانگی۔

فرمایا: فرمایا کہ بالکل اجازت ہے اسے دوسو بار پڑھا کرو۔

پھر فرمایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرۃ ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھا کرو کہ یہ جنت کے خزانے سے ہے۔

ارشاد: فرمایا کہ ملا علی قاری حنفیؒ نے مرقات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ اس کلمہ کو خزانہ کہا گیا جسکے حسب ذیل وجوہ ہیں۔

نمبر۱: کیونکہ یہ کلمہ خزانے کی طرح لوگوں کی نظر سے محفوظ اور غائب تھا اور نبیؐ کے ذریعے سے عطاء فرمایا گیا۔

نمبر۲: یا اس لئے کہ یہ کلمہ جنت کے ذخیروں میں سے ہے۔

نمبر۳: یا اس لئے کہ جنت کی عمدہ عمدہ نعمتوں کو حاصل کرانے والا ہے۔

نمبر۴: یا اس لئے یہ جنت کا خزانہ ہے کہ یہ کلمہ اپنے کہنے والے کیلئے جنت میں عمدہ ثواب کا خزانہ جمع کرتا ہے۔

ارشاد: فرمایا بندے کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تجھے بھی اس کی اجازت ہے۔

(بندہ تمام قارئین کو اس کی عام اجازت دیتا ہے)

ارشاد: فرمایا پھر ان طلباء کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ دین کو لوگوں کا تابع مت کرو بلکہ لوگوں کو دین کا تابع کرو۔

ارشاد فرمایا کہ کسی کی عزت وقدر مال و دولت کے لحاظ سے مت کرو بلکہ علم وفضل اور تقویٰ و پرہیزگاری کا لحاظ سے کرنا چاہیے۔

ارشاد: فرمایا کہ علم اس نیت سے حاصل کرنا چاہیے کہ میں اس پر خود عمل کروں گا پھر فرمایا کہ عالم دین کی عزت اس میں ہے کہ علم کیساتھ ساتھ اس میں تقویٰ بھی ہو۔ اسلئے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے بغیر علم کچھ بھی نہیں کسی شاعر نے کہا ہے۔

لو کان فی العلم بدون التقی شرفا لکان اشرف خلق اللہ ابلیس

یعنی اگر علم میں بدون تقوی کوئی شرافت ہوتی تو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ ابلیس ہوتا۔

پھر حضرت الشیخ الحدیث صاحبؒ نے دعا فرمائی۔ (جاری ہے)

مولانا محمد قیصر حسین ندوی

امام زہد حضرت بشر حافیؒ شائقین علم کیلئے ایک مثالی نمونہ

بشر حافیؒ کو عام طور سے ایک صوفی اور درویش کے طور پر جانا جاتا ہے، حالانکہ وہ طلب علم کے ایسے شیدائی تھے کہ شادی تک کا خیال نہ آیا جس کی حدیث میں بڑی تاکید ہے، آپ ﷺ نے فرمایا شادی ہماری سنت وطریقہ ہے اور ایک موقع پر فرمایا جس نے ہمارے طریقہ کو چھوڑا وہ ہم میں سے نہیں۔

علامہ زماں ہونے کے باوجود ان کا شادی نہ کرنا حصول علم میں غیر معمولی انہماک وشوق کی وجہ سے تھا بالکل ایسے ہی جیسے فروخ ابوعبدالرحمٰن جو عہد بنوامیہ میں اپنے گھر اپنی حاملہ اہلیہ کو تنہا چھوڑ کر نکلے تو ستائیس سال کے بعد واپسی ہوئی جب کہ فجی وفود آتے جاتے رہے مگران پر جہاد کا ایسا غلبہ تھا کہ واپسی کا خیال تک نہ آیا اور لوٹے تو بیٹے ربیعہ الرای کے علم وفضل سے آنکھیں ایسی ٹھنڈی ہوئیں کہ بیان سے باہر ہے، اب طالب علم اور شائق فضل وفن بشر حافیؒ کے کمال علم کی تفصیل پڑھیں اور سبق لیں ___ علماء عزاب میں امام، زاہد، عابد، متقی، محدث، فقیہ، ثقہ اور اپنے عصر کے بے مثال جلیل القدر عالم ابونصر بشر بن حارث بن عبدالرحمٰن مروزی ثم بغدادی ہیں، جو بشر حافی کے نام سے مشہور ومعروف ہیں۔

آپ مرو میں ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں مقیم رہے اور اسی کو اپنا وطن بنالیا، آپ نے بغداد کے علماء وشیوخ کی ایک بڑی تعداد سے حدیثیں سنیں جن میں قابل ذکر حماد بن زیدؒ عبد بن مبارکؒ عبدالرحمٰن بن مہدیؒ مالک بن انسؒ اور فضیل بن عیاضؒ وغیرہ ہیں۔___ انہوں نے حدیثیں سنیں اور سنائیں، راویوں کی جرح وتعدیل کی، ان میں سے بعض کو ثقہ کہا اور بعض کو ضعیف قرار دیا پھر گوشہ نشیں ہو کر عبادت میں مشغول ہوگئے اور اس کے بعد حدیثیں نہیں بیان کیں، آپ زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت اور پرہیزگاری میں ایک روشن مینار ہوگئے، بہت سے علماء نے آپ کی عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ، پرہیزگاری اور زندگی کی سادگی کی تعریف کی ہے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کس چیز سے روٹی کھاتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ عافیت کو یاد کرتا ہوں اور اسے سالن بنالیتا ہوں۔

آپ کا سن ۲۲۷ھ میں ستتر (۷۷) سال کی عمر میں انتقال ہوا، احمد بن ہامان کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل سے پرہیزگاری کے مسئلہ سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا استغفر اللہ میرے لئے جائز نہیں کہ میں پرہیزگاری کے بارے میں کلام کروں اور حال یہ ہے کہ میں بغداد کا غلہ کھاتا ہوں۔ اس سوال کے جواب کے لائق تو بشر بن حارث ہی ہیں جو نہ بغداد کا غلہ کھاتے اور نہ عراق کے گاؤں کا کھانا کھاتے ہیں۔___ حسن بن محمد اعین کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن

حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر بشر نہ ہوتے' اور ہمارے حق میں ان کے استغفار سے مجھے جو امید ہے' وہ نہ ہوتی تو بیکار ہو جاتے شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں کہ امام احمد حنبل صرف بشر حافی کی صحبت میں بیٹھنے اور ان کی زیارت پر اکتفار کرتے تھے۔ حسن بن لیث رازی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ بشر حافی آپ کے پاس تشریف لاتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ شیخ کو مشقت میں نہ ڈالو ہم لوگ ان کی خدمت میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

امام احمد بن حنبل کو جس دن ان کی وفات کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا: آپ دنیا سے رخصت ہو گئے پوری امت میں عامر بن عبد قیس کے علاوہ آپ کی کوئی نظیر نہیں تھی' کاش' کہ وہ شادی کر لیتے تو ان کا معاملہ مکمل ہو جاتا' انہوں نے اپنے بعد اپنی نظیر نہیں چھوڑی' انہیں پر زہیر بن ابی سلمی کا شعر صادق آتا ہے۔

سعی بعدھم قوم لیدر کرھم　　　فلم یفعلوا ولم ہلاموا ولم یالوا

یعنی ان کے بعد کچھ لوگوں نے ان کے مقام و مرتبہ تک پہنچنے کی کوشش کی لیکن وہ ان کا مقام حاصل نہیں کر سکے نہ ان کی لعن طعن کی گئی اور نہ انہوں نے کوتاہی کی۔ شیخ عبدالفتاح کہتے ہیں کہ ان کے شاگرد امام ابراہیم حربی جو امام احمد بن حنبل کے مقام و مرتبہ کے تھے' ان کی ایسی تعریف کی ہے جیسی تعریف میں نے کسی عاقل کی نہیں سنی' امام ابراہیم حربی نے کہا کہ بشر سے زیادہ کامل العقل اور زبان کی حفاظت کرنے والا بغداد میں پیدا نہیں ہوا' آپ نے کبھی بھی کسی مسلم کی غیبت نہیں کی' گویا کہ ہر ہر بال میں عقل تھی اگر ان کی عقل کو پورے بغداد والوں میں تقسیم کر دی جائے تو سب کے سب عقلمند ہو جائیں' اور ان کی عقل میں ذرا بھی کمی نہیں آئے گی۔ خطیب بغدادی نے کہا کہ بشر اپنے اہل زمانہ سے زہد و تقویٰ میں فائق اور عقل کی کثرت' فضل و کمال کی تمام قسموں میں' استقامت دین میں' نفس کی پاکدامنی و پاکیزگی اور فضول کلام و بکواس سے اجتناب میں ممتاز تھے' وہ بہت زیادہ حدیثوں کے حافظ تھے' لیکن اپنے آپ کو روایت کے لئے تیار نہیں کیا ان سے جو کچھ سنا گیا علی سبیل التذکرہ ہی سنا گیا' حافظ دار قطنی نے کہا کہ بشر بن حارث عابد' زاہد اور علم کے پہاڑ تھے صرف صحیح حدیث ہی روایت کرتے تھے' خطیب بغدادی اور حافظ ابن کثیر نے کہا کہ جس وقت بشرؒ کا انتقال ہوا تو ان کے جنازہ میں پورا کا پورا بغداد شریک ہوا' جنازہ فجر کی نماز کے بعد نکالا گیا اور عشاء کے بعد قبر میں اتارا گیا حالانکہ گرمی کا دن تھا جو نہایت بڑا ہوتا ہے۔

یحییٰ بن عبدالحمید حمانی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو نصر علی بن مدینی کو بشر کے جنازہ میں دیکھا کہ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں بخدا! یہ آخرت کے مقام و شرف سے پہلے دنیا کا شرف ہے' ان کے جنازہ میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد تھی صبح کے وقت جنازہ نکالا گیا لیکن بھیڑ کی وجہ سے رات میں قبر میں اتارا گیا۔

(ان کے حالات تاریخ بغداد للخطیب' ج ۷' ص۔ ۶۷ و وفیات الاعیان' ج ۱' ص۔ ۹۰' البدایہ والنہایہ لابن کثیر' ج ۱' ص۔ ۲۹۷' تہذیب التہذیب لابن حجر' ج ۱' ص ۴۴۴ اور خلاصہ الخزرجی' ج ۴۸ سے ماخوذ ہیں)

یادِ رفتگان مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

عظیم مفتی و مصنف مفتی ظفیر الدین مفتاحی کا سانحہ ارتحال

آدمی پردۂ نیست سے باہر آ کر منصۂ شہود پر جلوہ آرا ہوتا ہے اور اپنی میعاد پوری کر کے عدم آباد کو سدھار جاتا ہے، آنے جانے کا یہ غیر منقطع سلسلہ خدا جانے کب تک جاری رہے گا، اسی سلسلہ آمد و رفت پر اس جہانِ آب و گل کی ساری آب و تاب منحصر ہے؛ چنانچہ ایک فلسفی شاعر کہتا ہے:

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہِ ناز ہے کس کی
ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہے مجلس کی

اس لیے اس عالمِ بے ثبات میں کسی کا ورود، یا یہاں سے کسی کی رحلت، کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہے کہ کسی کی پیدائش پر مسرت و شادمانی کے گیت گائے جائیں اور کسی کی وفات پر نالہ و شیون کا بازار گرم کیا جائے؛ بل کہ اس جہانِ کون و فساد کی یہی ریت اور یہی عادت جاریہ ہے، جو بجائے خود کسی خاص اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ بایں ہمہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ بعض شخصیتیں اپنے محاسن و کمالات اور وسیع تر افادہ اور فیض رسانیوں کی بناء پر جب اس دنیا سے کوچ کر جاتی ہیں، تو ایک عالم اسے اپنی محرومی تصور کرتا ہے اور اسے ایسا لگتا ہے کہ اس کے ہاتھوں سے اس کا گنج گراں مایہ چھین لیا گیا ہے، جس پر حرمان و یاس اور رنج و الم کا ہونا ایک فطری امر ہے۔

ہمارے حضرت مفتی ظفیر الدین مفتاحی رحمہ اللہ بھی انھیں مفید و نفع بخش شخصیتوں میں تھے، وہ ایک عالم، مفتی، مصنف، مدرس، مربی اور نیک دل انسان تھے، تعلیم و تربیت اور اسلامی علوم و ثقافت کی تشہیر و ترویج ان کی زندگی کا مشغلہ تھا، نہ جانے کتنوں کو انھوں نے اپنی بے لوث اور شفقت آمیز تربیت سے کار آمد انسان بنا دیا، وہ انتہائی نرم خو، متحمل مزاج اور سادگی پسند تھے، نرم روی اور سادگی ان کی زندگی میں اس طرح رچ بس گئی تھی کہ ان کے لباس، خورد و نوش، رفتار و گفتار، رہن سہن حتی کہ ان کی تحریروں میں بھی اس کی جھلک نمایاں تھی، شدید سے شدید تر جذباتی ماحول میں بھی ان کی متانت و سنجیدگی اور لہجے کی لطافت میں فرق نہیں آتا تھا، ان کی قناعت پسند اور کفایت شعار طبیعت نے انھیں بے تاج کا بادشاہ بنا دیا تھا، اس لیے انھوں نے امراء اور سرمایہ داروں کی طرف کبھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اور ایسی فارغ البالی اور آسودہ حال زندگی گزار گئے جس پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے۔

دار العلوم دیوبند میں انھوں نے اپنی زندگی کے ترپن سال گزارے، جس کے آخر کے تیس سال خود بندہ کی نظروں کے سامنے بسر ہوئے، اپنے مشاہدہ اور ذاتی تجربہ کی بنیاد پر اپنا خیال تو یہی ہے کہ اس طویل مدت میں انکی ذات سے کسی کو کوئی آزار نہیں پہنچا ہوگا، انھوں نے اپنی معاشرت کا جو منہج اختیار کیا تھا، اس میں اسکی گنجائش بھی نہیں تھی۔

افسوس کہ ہم ربیع الثانی ھ -مارچ ء بروز پنجشنبہ ایک نمونہ کے انسان سے محروم ہو گئے۔

ع خدا بخشے بڑی ہی خوبیاں تھیں جانے والے میں

مرحوم کے تلمیذ رشید مولانا اشتیاق احمد استاذ دار العلوم دیوبند نے ان کا جو سوانحی خاکہ مرتب کیا ہے ذیل میں اسے ملاحظہ کیجیے:

سوانحی خاکہ

نام : حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی ابن جناب محمد شمس الدین صاحبؒ

ولادت : ۷؍مارچ ۱۹۲۶ء مطابق ۲۱؍شعبان ۱۳۴۴ھ

وطن : پورہ، دربھنگہ (بہار)

تعلیم گاہ : گاؤں کا مکتب؛ مدرسہ محمودیہ راج پور، نیپال؛ مفتاح العلوم مؤ؛ ندوۃ العلماء لکھنو۔

فضیلت ودستار : ۱۹۴۴ء میں مفتاح العلوم مؤ سے فارغ ہوئے، حضرت مولانا فخر الدین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند نے سر پر دستار باندھا۔

اساتذہ : میاں جی محمد یوسفؒ، حافظ محمد میاں، مولانا عبد الرحمٰن صاحبؒ (چچازاد بھائی) محدث کبیر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ، مولانا عبد اللطیف نعمانیؒ، مولانا محمد یحییٰ اعظمیؒ، مولانا شمس الدین مؤیؒ، مولانا حلیم عطا شاہؒ، مولانا محمد ناظم ندوی، مولانا محمد اسحاق سندیلویؒ، مولانا حمید الدینؒ، مولانا شاہ محمد حبیب، مولانا طیبؒ، مولانا نظیرؒ، مولانا سید محمد علیؒ وغیرہ

تدریس : مدرسہ وارث العلوم چھپرہ؛ مفتاح العلوم مؤ؛ مدرسہ معدن العلوم نگرام؛ مدرسہ معینیہ سانحہ بیگو سرائے؛ مدرسہ تعلیم الدین ڈھابیل، گجرات؛ دار العلوم دیوبند۔

احسان وسلوک : حضرت تھانویؒ (مراسلاتی)، سید سلیمان ندویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ۔

اجازت وخلافت : حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ، مولانا فضل اللہ صاحبؒ (مولانا محمد علی مونگیریؒ کے پوتے)

خدمات ۱) شعبہ تصنیف وتالیف میں ھ میں آٹھ ماہ رہے، ایک کتاب بہ نام: جماعتِ اسلامی کے دینی رجحانات تصنیف فرمائی۔

۲) اس کے بعد دارالافتاء میں بحیثیت مرتب فتاویٰ رہ کر بارہ جلدوں میں فتاویٰ دارالعلوم مرتب فرمایا، تین ماہ بعد نائب مفتی کا عہدہ بھی تفویض ہوگیا۔

۳) ۱۳۸۳ھ میں مرتب کتب خانہ کی حیثیت سے کتب خانہ ترتیب دیا۔

۴) ۱۳۸۴ھ میں شعبہ مطالعہ علوم قرآنی اور مطالعہ تصانیفِ نانوتویؒ کی نگرانی آپ کے سپرد ہوئی۔

۵) ۱۳۸۵ھ سے ۱۴۰۲ھ تک باضابطہ رسالہ دارالعلوم کا اداریہ لکھا۔

۶) عربی ماہنامہ ''الداعی'' کی نگراں کمیٹی میں بھی شریک رہے۔

۷) ''محکمہ دارالقضاء'' قائم ہوا، اس کی بھی نگرانی فرمائی۔

۸) ''مخطوطات کا تعارف'' دو جلدوں میں مرتب فرمایا۔

۹) ندوۃ العلماء لکھنو کے مخطوطات کا تعارف بھی تحریر فرمایا۔

۱۰) مسلم پرسنل لاء کی طرف سے ترتیب دیے جانے والے مجموعہ قوانینِ اسلامی کی تیاری میں شریک رہے۔

۱۱) تقریباً تیس (۳۰) سال تک دارالافتاء میں رہے اور ایک لاکھ کے قریب فتاویٰ تحریر فرمائے۔

تصانیف: ۱) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (۱۲ جلدیں) (۲) اسلام کا نظام مساجد (۳) نظامِ عفت وعصمت (۴) نظامِ امن (۵) نظام تعلیم وتربیت (۶) نظام تعمیر سیرت (۷) اسلامی حکومت کے نقش ونگار (۸) تذکرہ مولانا عبداللطیف نعمانیؒ (۹) تذکرہ مولانا عبدالرشید رانی ساگریؒ (۱۰) دینی جدوجہد کا روشن باب :امارت شرعیہ (۱۱) حکیم الاسلامؒ اور ان کی مجالس (۱۲) تعارف مخطوطات کتب خانہ دارالعلوم دیوبند (دوجلدیں) (۱۳) تعارف مخطوطات ندوۃ العلماء لکھنو (۱۴) مشاہیر علمائے دیوبند (۱۵) دارالعلوم کا قیام اور اس کا پس منظر (۱۶) حیات مولانا گیلانیؒ (۱۷) اسلامی نظامِ معیشت (۱۸) تاریخ المساجد (۱۹) جماعتِ اسلامی کے دینی رجحانات (۲۰) جرم وسزا کتاب وسنت کی روشنی میں (۲۱) اسوۂ حسنہ (مصائب سرکار دوعالم ﷺ) (۲۲) زندگی کا علمی سفر (۲۳) ترجمہ درمختار (تا کتاب الطلاق) ۲۴) درسِ قرآن (۲۵) مسائلِ حج وعمرہ (۲۶) تاریخی حقائق (۲۷) مشاہیر علمائے ہند کے علمی مراسلے (۲۸) حضرت نانوتویؒ ایک مثالی شخصیت (۲۹) نسل کشی (۳۰) امارت شرعیہ :دینی جدوجہد کا روشن باب (۳۱) تفسیر حل القرآن پر عنوانات کا اضافہ۔

ان کے علاوہ سیکڑوں مقالات ومضامین ہیں جو علمی ودستاویزی رسالوں میں شائع ہوئے۔

(بحوالہ دارالعلوم دیوبند انڈیا)

مولانا محمد ابراہیم خلیل *

ایک مہاجر فی سبیل اللہ کی حیات وخدمات

حامداً ومصلیاً و بعد فقد قال اللہ تعالیٰ: ومن یخرج من بیتہ مهاجرا الی اللہ ورسولہ الکریم ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ (سورہ نساء آیت نمبر ۱۰۰)

وقال علیہ السلام : من سلک طریقاً یلتمس فیہ علما سهل اللہ لہ طریقاإلی الجنۃ (ترمذی، أبواب العلم، باب فضل طلب العلم)

معزز قارئین کرام! ماہ جون ۱۹۲۷ء کو سرزمین ہندوستان کی خوبصورت ترین، صحت افزاء مرغزار ریاست کشمیر کی حسین ترین ''وادی گریز'' کے قصبہ وان پورہ میں حاجی حبیب اللہ مرحوم کے گھر مستقبل میں ستارہ کی طرح چمکنے والی مذکورہ آیت وحدیث کی مصداق وعملی تصویر ہستی نے آنکھ کھولی' جو ہزاروں علماء' صلحا' اتقیاء کا علمی وعملی وروحانی گہوارہ بنا' جس کو اہل جہاں مولانا محمد خلیل صاحب کے نام سے جانتے ہیں۔

۱۔ امیر التبلیغ مولانا محمد یوسف صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔

۲۔ پیدل جماعت کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت۔

درسیات کی تکمیل کے متصلاً بعد حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحب دام مجدہم (استاد الحدیث مدرسہ رائے ونڈ وخلیفہ حضرت شیخ رحمہ اللہ) کی مشایعت میں نظام الدین کا سفر فرمایا' اور پہلی ولی حسرت کہ حضرت جی رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت سے قلبی تسکین پائی۔ اور مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین میں ۳ رماہ تدریس بھی فرمائی' اس سفر میں اپنے وطن جانے کا عزم مصمم تھا' جس کے انتظار میں نظام الدین ٹھہرے' مگر ویزا نہ ملنے کی وجہ سے اپنے وطن کشمیر نہ جاسکے' اور سہ ماہی قیام کے بعد واپسی ہوئے' پھر ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۴ء پیدل جماعتوں کے ساتھ پاکستان کے مختلف علاقوں سے گزر کر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی' اس سہ سالہ سفر میں افریقہ' حبشہ' تنزانیہ' مسقط' کویت وغیرہ ممالک میں دعوت کی محنت دل لگی و جانفشانی کے ساتھ سرانجام دی' اور تین حج متواتر فرمائے' اخیر حج میں مولانا احسان صاحب کی معیت حاصل تھی' فراغت حج کے بعد پاکستان رائے ونڈ تشریف لائے۔ ۱۹۶۱ء کے سفر نظام الدین پھر ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۴ء کے سفر حج سے والدین کی ملاقات بھی مقصود تھی' جو نہ ہو سکی' ان ادوار واسفار میں آپ کے ساتھ مدد خداوندی کا جو حاصل معاملہ تھا' وہ بہت نرالا تھا' بالخصوص اس ۳ سالہ سفر میں جس میں ۳ حج کئے اور بیت اللہ کو غسل دینے کا شرف حاصل کیا' اس میں جتنی رقم

---

* ابن مولانا محمد خلیل ؒ بانی ومہتمم مدرسہ عربیہ مسجد زکریا' راولپنڈی

کی ضرورت پڑتی‘ اپنی جیب اور مصلّٰی کے نیچے سے حاصل کر لیتے‘ اور اس کا مشاہدہ آپ کے تلامذہ وخدام کو بارہا ہوا۔
سفر حج سے واپسی پر مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں تدریسی خدمات سونپی گئیں اور مرکز کے اعمال آپ کے حصہ میں آتے رہے‘ اسی دوران مولانا عبدالسنان مہاجر مدنی مدظلہ کی تحریک اور کاوش سے آپ کی نسبت طے ہوئی‘ اور حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے نکاح مسنونہ پڑھایا‘ قیام رائے ونڈ کے دوران مولانا خیر محمدؒ ریل سے اسٹیشن پر گزرتے رائیونڈ اتر جاتے‘ اور فرماتے کہ مولوی خلیل سے ملاقات کر کے جاؤں گا‘ اور ایسا بارہا ہوا۔
قیام رائے ونڈ کے دوران پاکستان کے امیر اول رفیق ومعتمد خاص مولانا محمد الیاس صاحب‘ حضرت الحاج محمد شفیع قریشی صاحبؒ (بانی ومتولی زکریا مسجد) کے مطالبہ پر آپ کو خدمات زکریا مسجد راولپنڈی کے لئے ۱۹۶۸ء میں بھیج دیا گیا۔
قریشی صاحبؒ کو تاحیات اپنا والد گردانتے‘ اور قریشی صاحب بھی بہت شفقت فرماتے‘ ہم تمام اہل پر قریشی صاحب اور ان کے اہل خانہ کی بہت شفقتیں رہیں‘ فجزاھم اللہ احسن الجزاء
ڈھیری حسن آباد کے مرکز میں آخری شب جمعہ کا بیان فرمایا اور چند روز بعد نماز مغرب سے زکریا مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اور پہلا شب جمعہ کا بیان فرمایا۔ ۱۹۶۸ء تا آخر عمر مسجد کی جملہ ذمہ داریاں آپ کے سپرد رہیں‘ دریں اثناء احیاء دین کی عالمی محنت دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں جڑواں شہر پنڈی اسلام آباد کی گلی کوچوں کو چھان مارا اور دور دراز علماء کی جماعتوں کے ساتھ ملک کے مختلف شہروں میں دعوت کے کام کا تعارف کرایا‘ اور ہر کس وناکس کو ہر آن ہر گھڑی دعوت کی مبارک محنت کے لئے ہر قربانی پر لانے کی تگ ودو کو اپنا منصب فرضی جانتے رہے‘ جس سے لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کے بدلنے کا ذریعہ اور سبب گردانے جاتے۔
آپ قریشی صاحبؒ کی توجہات خاصہ کا مرکز ہوتے ہوئے حضرت قاضی عبدالقادر صاحبؒ (خلیفہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ وحضرت شیخؒ) جھاوریاں والے کی خصوصی نظر میں تھے‘ انہوں نے آپ کی خاطر حضرات اکابرین رائے ونڈ سے مدرسہ عربیہ کا قیام منظور کروایا‘ چنانچہ جنوری ۱۹۶۹ء مسجد کے متصل کمرہ میں آپ نے تین طلبہ سے مدرسہ کا افتتاح فرمایا‘ مدرسہ کے جائزہ ودیگر امور کی نگرانی کے لئے اساتذہ رائے ونڈ تشریف لاتے رہے‘ اور تاحال تشریف لاتے ہیں‘ اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ جاری رہے گا۔
مدرسہ کے ابتدائی سالوں میں طلبہ کے لئے اشیاء خورد ونوش‘ سبزی وپھل اپنے دوش مبارک پر رکھ کر اپنے عزیز طلبہ کے لئے لاتے‘ اور ۲۵ رطلبہ تک اپنے گھر سے کھانا تیار کرواتے رہے‘ شب بیداری بچپن سے معمول تھا‘ اس میں اپنے ہونہار طلبہ کے لئے اللہ کے حضور استقامت‘ خدمت دین اور قبولیت کی دعائیں فرماتے‘ اور ساتھ ساتھ نگرانی بھی فرماتے‘ فرداً فرداً ہر طالب علم سے اس کے تفصیلی حالات معلوم کر کے اس کا ہر ممکن تعاون کرتے اور ساتھ بطور خاص تعلق مع اللہ ورجوع الی اللہ کی خاص مشق کراتے۔

تلامذہ کے لئے مجسمہ رحم وکرم مثل ماں باپ تھے' تلامذہ کے دکھ درد کو اپنا دکھ سمجھتے۔ تعلیمی ترقی کے لئے تلامذہ کو طویل ترین ترغیب و نصائح ارشاد فرماتے' اساتذہ کو احساس ذمہ داری دلانے کے لئے مذاکرہ فرماتے' اور حضرات ممتحنین کی آراء سے کام لیتے' اور اپنی محنت کو صفر سمجھتے۔ آپ میں حب جاہ نام کو نہ تھی' اور اس سے طبیعت بہت گھبراتی' مشاغ دینویہ کے قریب جانے کو بھی ناپسند سمجھتے' فرماتے کہ علماء کے دو کام ہیں: تعلیم وتعلم' دعوت وتبلیغ۔ آپ دعوت کے سلسلہ میں جڑواں شہر پنڈی اسلام آباد کی گلی گلی میں گشت فرماتے اور ائمہ مساجد' اہل علم' اہل فتویٰ و دیگر حلقہ جات میں جا کر دعوت کے غلغلہ کو بلند فرماتے' یعنی عملاً اس کا مظاہرہ کرتے۔

آگ لگا دے ہستی میں پھونک دے سب کچھ مستی میں　　کہتا پھر ہر بستی میں لا الہ الا اللہ' لا الہ الا اللہ

آپ کی شبانہ روز محنت نے اس مدرسہ عربیہ کو ملکی سطح پر عظیم درسگاہ کے مقام تک پہنچایا' تین طلبہ سے شروع ہونے والے مدرسہ میں اس وقت تین صد ملکی وغیر ملکی طلبہ زیر تعلیم ہیں' جس میں موقوف علیہ درجہ مشکوٰۃ شریف تک تعلیم حاصل کر رہے ہیں' ۱۵ اساتذہ جو آپ کے تلامذہ ہیں' مصروف کار ہیں' اور بیس کے قریب شاخیں آپکی محنت سے آپ کے تلامذہ کی نگرانی میں کام کر رہی ہیں' جس کا تاج آپ کے سر ہے۔

۱۹۷۰ء میں آپ کو حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے قیام راولپنڈی کے دوران کبار علماء ومشائخ کو نماز جمعہ پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی' جس کے بارے میں آپ فرماتے کہ اللہ نے مجھے "واجعلنا للمتقین إماما" کا شرف بخشا۔ کتب صرف ونحو وفقہ وادب عربی وفارسی' ترجمہ قرآن کریم' درس حدیث آپ کے زیر درس رہیں' اخیر پانچ سال درس مشکوٰۃ ثانی دیتے رہے اور وفات سے ۲۵ روز قبل تک یہ تدریس کا مبارک سلسلہ جاری رکھا' پھر مرض کی شدت نے اجازت نہ دی۔

اس گراں مایہ ہستی نے خود کو تواضع کی چادر میں چھپائے رکھا' تعلیم وتعلم' ذکر وعبادت' دعوت' خدمت واکرام کے مبارک اعمال میں اپنے کو مصروف رکھتے' اور لایعنی سے بچتے' ذکر اللہ اور تلاوت اور طویل دعاؤں کا آخر تک اہتمام رہا' اپنی بے نفسی تواضع' استغنا' اخلاق حسنہ کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے' جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کا عظیم الشان جنازہ تھا' جس میں ملک بھر کے تلامذہ' علماء وعوام شریک ہوئے' مرکز کی وسیع جگہ آپ کے جنازہ کے لئے کم ہوگئی' اور دو تہائی مجمع شریک جنازہ نہ ہوسکا' آپ کی عنداللہ مقبولیت کے لئے صرف اتنا لکھنا کافی سمجھوں گا کہ آپ کو زندگی بھر بذریعہ خواب صلحا بکثرت دربار رسالت ﷺ سے سلام آتے رہے' اور اخیر سال بلکہ چند ماہ قبل سلام کے ساتھ تمام انبیاء صحابہ' تابعین' تبع تابعین' فقہاء ومحدثین' مجتہدین رحمہم اللہ کی طرف سے جزائے خیر کے مژدے بھی آئے' جس پر بے حد مطمئن ومسرور ہوا کرتے تھے' کہ بحمد اللہ میرا ۶۳ سالہ دین کی خدمت کا سفر ٹھکانہ لگ گیا' بندہ آپ کی ادعیہ خاصہ کی بدولت بھر مبارک ۵۰ سال پیدا ہوا' اور کم وبیش ۳۰ سال آپ کے ظل عاطفت میں گزارنے کا موقعہ ملا' جتنی توجہ ودعا ومحنت اپنے تمام تلامذہ

کے لئے کرتے' اس سے کہیں زیادہ بندہ کے لئے فرمایا کرتے' بندہ کی شفیق ماں کی طرح ناز وانداز سے پرورش فرمائی' نورانی قاعدہ تاختم بخاری شریف آپ کی نگرانی ودعا کے زیر سایہ تربیت حاصل کرتا رہا' تعلیم تا فراغت' فراغت تا تدریس و نکاح جملہ امور میں آپ کی بے پناہ شفقتیں وتوجہات بجانب بندہ مبذول رہیں' بوڑھاپے کی اولاد بے حد محبوب ہوا کرتی ہے' علاوہ ازیں اکلوتا ہونا اس پر مستزاد تھا' بندہ کو شفقت سے "علامہ" کے لقب سے یاد فرماتے' جو نام سے زیادہ مشہور ہوا' بندہ کے حفظ قرآن پر بے حد مسرور تھے' اور بہت فخر فرمایا کرتے اور پھر درس نظامی کی تکمیل پر مسرت حد سے باہر تھی' بحمد للہ بندہ کو کسی نہ کسی درجہ میں آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کی توفیق ملتی رہی۔

دو مرتبہ سفر حجاز اور دو مرتبہ سفر کشمیر و ہند میں آپ کی معیت وخدمت کا موقع ملا' اور پھر سب سے بڑی بندہ کی سعادت کہ اخیر چند روز آپ کی ٹوٹی پھوٹی خدمت کرنے اور سنبھالنے کی توفیق قبر میں اتارنے تک ملی' جس پر اللہ کا جتنا شکر کروں کم ہے' میری رفاقت وحاضر باشی سے بہت مطمئن ومسرور رہتے' اور جزائے خیر کی دعاؤں سے نوازتے' صد افسوس کہ بندہ ناچیز سے اس گراں مایہ ہستی کی قدر دانی نہ ہو سکی' یا کریم معاف فرما۔ آمین

اخیر ایام بلڈ کینسر کے موذی مرض میں گزارے' مگر کبھی شدت مرض کا اظہار نہ فرمایا' رائیونڈ اجتماع میں شرکت کے لئے بضد تھے' خدام نے جب نہ لے جانے پر اصرار کیا تو آبدیدہ ہوگئے' اس پر بندہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو اجتماع میں لے جاؤں گا' اس پر بہت فرحت وخوشی کا اظہار فرمایا' بحمد للہ بندہ کے ذریعہ اس الوداعی اجتماع میں تمام اکابرین سے فرداً فرداً ملاقات کرنے کی توفیق میسر ہوگئی' اس پر بہت خوش تھے۔

بلاآخر دین کا وہ طالب علم جس نے ۶۳ سال اپنی زندگی کے اس مبارک سفر میں گزارے تھے' اور اخیر ایام میں گھر صرف ۱۵ منٹ تک گزارتے تھے' پھر مدرسہ لے جانے کا فرماتے' کا بعمر مبارک ۸۵ برس اپنی دینی درسگاہ سے جنازہ اٹھا۔ ؎ جان کر منجملہ خاصان محفل مجھے مدتوں رویا کریں گے ساغر و پیمانہ مجھے

نماز جنازہ حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحب' دام مجدہم نے پڑھائی' جنازہ کا رقت آمیز منظر' سکون و وقار بیان سے باہر ہے' جملہ امور میں خاص مدد ایزدی آنکھوں سے نظر آئی۔ تلامذہ ومتعلقین نے اشکبار آنکھوں سے آپ کو قبر مبارک میں اتارا' تمتماتا چہرہ تمام ناظرین کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ متعدد علماء واحباب کو آپ کے چہرہ پر عطر لگانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے جانے پر جہاں ہم ۷ افراد بندہ' والدہ' ۵ ہمشیرگان سوگوار ہوئیں' وہیں تمام تلامذہ معتقدین ومتوسلین بھی آپ کے سوگوار ہوگئے' اللہ تعالیٰ تمام سوگواران کو عموماً اور راقم السطور کو خصوصاً اپنے عظیم والد مرحوم کی نسبت کا امین بنائے' اور تادم آخر مطلوبہ آداب وصفات کے ساتھ اپنی مرضیات پر چلائے اور دین عالی کی خدمت کے لئے قبول فرمائے۔ آمین۔

مولانا انیس احمد مظاہری

ترغیب وآداب ادائیگی زکوٰۃ

اللہ جل شانہ نے بنی نوع انسان کو تمام مخلوقات کا سردار بنایا اور سب سے زیادہ عزت سے نواز کر انواع واقسام کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے بالخصوص صرف ایک نعمت ایسی ہے جس سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے وسیلہ سے صرف مسلمانوں ہی کو مالا مال فرمایا ہے۔اس کے ثمرات سے مسلمان ہی دنیا و آخرت میں نفع حاصل کرتا ہے۔وہ عظیم نعمت ایمان اور اسلام کی نعمت عظمیٰ ہے۔

ایمان واسلام کی حفاظت کے لیے نبی کریم ﷺ نے اس نعمت کو ایک عمارت کے ساتھ تشبیہ دیکر سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ ''اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے۔(۱) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا (۵) اللہ نے مال واسباب دیئے ہوں تو حج کرنا۔جہنم سے نجات اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کیلئے اللہ جل شانہ کی توحید والوہیت و نبی کریم ﷺ کی صداقت ورسالت کی صدق دل سے گواہی ،صحت وبدن کی نعمت کی قدردانی وشکرانہ کے لیے نماز ،روزہ اور مال کی نعمت کے شکرانہ ،پاکیزگی کے لیے زکوٰۃ اور جان و مال مین خیر و برکت وشکرانہ کے لیے حج کرنے کا اللہ جل شانہ نے تمام مسلمان بندوں کو ذمہ دار و مکلف بنایا ہے۔ان اعمال واحکام کے اداء کرنے سے مسلمان کی جان و مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ کے ساتھ ایمان والوں کا مال ومنال محفوظ بھی رہتا ہے اور ان کے ذریعہ اللہ جل شانہ کا قرب ورضا بھی حاصل ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا (۱) زکوٰۃ اسلام کا بہت بڑا پل ہے (۲) جو شخص زکوٰۃ اداء کردے تو اس مال کا شراس سے جاتا رہتا ہے۔(۳) فرمایا کہ مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعہ سے محفوظ بناؤ یعنی صحیح طور پر زکوٰۃ اداء شدہ مال عذاب و ہلاکت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔(۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تین کام کرلے اس کو ایمان کا مزہ آجائے (ا) صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرے (ب) اللہ کے سواء کسی کو الہ نہ جانے (ج) ہر سال خوش دلی سے زکوٰۃ اداء کرلے (بوجھ نہ سمجھے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص نے مکان فروخت کیا ،حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''اس کی قیمت کو احتیاط سے اپنے گھر میں گڑھا کھود کر اس میں رکھدینا''۔اس نے عرض کیا کہ ''اس طرح کنز (خزانہ) جس کے بارے میں قرآن کریم میں وعید آئی ہے، ''والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقو نھا

فی سبیل اللّٰہ"......سورہ توبہ پ۱۰ میں داخل نہ ہو جائے گا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "جس مال کی زکوٰۃ اداء کردیجائے وہ کنز میں داخل نہیں ہوتا"۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان عالی ہے کہ "مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو۔ میں اس کی زکوٰۃ ادا کرتا رہوں اور اس میں اللہ جل شانہ کی اطاعت کرتا رہوں۔

تمام فرائض کی ادائیگی کا طریقہ، معیار اور مقدار نیز حکم اور الغرض اسے سے متعلق تمام احکام نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی سہولت کیلئے بہت ہی واضح اور آسان انداز میں بیان کردیئے ہیں۔

ہم مسلمانوں کو چاہیے اپنے فرائض کو اس طریقہ کے مطابق اداء کریں، زکوٰۃ بھی اپنے اموال تجارت اور سونے، چاندی کا صحیح حساب لگا کر اس کا ڈھائی فیصد اداء کریں۔ عموماً محض اندازہ سے کل مال کی زکوٰۃ اداء نہیں ہوتی بلکہ کچھ زکوٰۃ باقی رہ جاتی ہے اور جتنی مقدار ذمہ میں رہ جائے گی، وہ بقیہ کل مال کے ہلاک کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور فریضہ کی وہ مقدار بھی ذمہ واجب الاداء رہے گی جیسا کہ علماء امت نے لکھا ہے اور پھر بقیہ مال کی زکوٰۃ اداء نہ کرنے کا گناہ علیحدہ ذمہ ہوگا۔ اللہ کریم غفلت ومعصیت سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد حرام، کعبۃ اللہ وحطیم میں تشریف رکھتے تھے۔ کسی نے تذکرہ کیا کہ فلاں، فلاں آدمیوں کا بڑا نقصان ہوگیا۔ سمندر کی موج نے انکے مال کو ضائع کردیا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جنگل ہو یا سمندر کسی جگہ بھی، جو مال ضائع ہوتا ہے وہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اللہ جل شانہ عم نوالہ نے قرآن کریم میں کامیاب ایمان والوں کی صفات کے بیان میں زکوٰۃ ادا کرنیوالے مؤمنین کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

قابل صد احترام مسلمان بھائیوں! اللہ جل شانہ عم نوالہ نے ہم مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے واسطہ سے اپنا پسندیدہ وپاکیزہ نظام معاشرت ومعیشت عطا فرمایا ہے۔ اس نظام کی خوبی وتاثیر یہ ہے کہ اگر کافر بھی اس کو اختیار کرلے تو وہ دنیاء میں اس کے ثمرات سے فائدہ اٹھائے اور مسلمان کیلئے تو دنیاء کی خیروں، ترقیات کے ساتھ آخرت کی دائمی زندگی کی کامیابیاں ہر نوع کی ترقیات کے علاوہ اللہ کریم کی سب سے عظیم نعمت رضاء وقرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ہم مسلمانوں کی ماضی بے نہایت روشن، خوشحال تھی مسلمان اپنی معیشت وتجارت زراعت وغیرہ میں اللہ کریم کے احکام پورے کرنے والے تھے۔

پہلا واقعہ: ماضی کی خوشحالی کی ایک جھلک تاریخ کے اس واقعہ میں دیکھی جاسکتی ہے کہ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص دس ہزار اشرفیاں لیکر مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چکر لگاتا اور گھر گھر جا کر رات بھر دستک دیتا ہے کہ کوئی ضرورت منداس رقم کو قبول کرکے اپنی ضرورت پورا کرلے۔ مگر جس دروازہ پر پہنچتا

ہے وہاں سے جواب ملتا ہے "کُلُّ غَنِیٌّ لا حاجۃ لی" کہ اللہ کا دیا میرے پاس سب کچھ ہے۔ ضرورت مند نہیں ہوں پوری رات گزر گئی اور کوئی قبول کرنیوالا نہیں، مجبور ہو کر صبح کو امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کر دی اور مکمل صورتحال سے مطلع کیا۔ پھر یہ رقم بیت المال میں داخل کر دی گئی۔

دوسرا واقعہ: برکۃ العصر قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ نے سنایا "ضلع سہارنپور میں بہٹ سے آگے جہاں حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کا قیام ہوتا تھا۔ انگریز کی کچھ کوٹھیاں تھیں جن میں انکے کاروباری دفتر تھے اور مسلمان ملازمت کیا کرتے تھے۔ انگریز خود دیگر بڑے شہروں کلکتہ، دہلی میں رہتے، آمدورفت رہتی، ایک مرتبہ اس کے قریب جنگل میں آگ لگی اور وادی اکثر لگتی رہتی تھی تقریباً سب کوٹھیاں جل گئیں۔ ایک کوٹھی کے ملازم نے اپنے افسر کو دہلی جا کر اطلاع دی کہ سب کوٹھیاں جل گئیں اور آپ کی کوٹھی بھی جل گئی۔ وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا، سننے کے بعد بھی اطمینان سے لکھتا رہا، ملازم نے دو، تین مرتبہ کہا حضور سب کچھ جل گیا۔ اس انگریز افسر نے بہت ہی لاپرواہی سے کہا کہ میری کوٹھی نہیں جلی، میں تو مسلمانوں کے طریقہ پر مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں، اس لیے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ملازم تو اپنی ذمہ داری نبھانے اور جواب دہی کے خوف سے گیا کہ مالک کہے گا تم نے خبر ہی نہ دی۔ مگر ملازم اس کا جواب سن کر واپس آ گیا۔ آ کر دیکھا تو واقع اس کی کوٹھی نہیں جلی۔

ہم مسلمانوں کے لئے بڑی عبرت کا قصہ ہے کہ دیکھئے اس غیر مسلم انگریز کو زکوٰۃ کے فائدے پر کیسا یقین تھا۔

ادائیگی زکوٰۃ کے آداب

اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کے آداب میں یہ تاثیر رکھی ہے کہ انکے اہتمام سے عمل میں اخلاص اور خشوع وخضوع پیدا ہو جاتا ہے جو درحقیقت ہر عمل کی روح اور جان ہے جس کی برکت سے وہ عمل اللہ جل شانہ کی پاک بارگاہ میں شرف قبولیت پالیتا ہے۔

برکۃ العصر مخدوم العالم قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ واعلیٰ اللہ مراتبہ نے حضرت امام غزالی قدس سرہ کی احیاء العلوم کے حوالہ سے فضائل صدقات میں تفصیل سے انکو ذکر کیا ہے۔ انتہائی اختصار کے ساتھ آپکی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) زکوۃ کی ادائیگی میں جلدی کرے، اس میں اللہ جل شانہ کے امتثال حکم (حکم پورا کرنے) میں رغبت و شوق کا اظہار ہے، فقراء کے دلوں میں مسرت وخوشی کا ذریعہ ہے، دیر کرنے میں اپنے اور مال پر کسی قسم کی بیماری و آفت آجانے کا بھی احتمال ہے۔ جن علماء امت کے نزدیک بلا تاخیر ادائیگی ضروری ہے۔ انکے نزدیک تاخیر کا گناہ مستقل ہے۔ (۲) زکوٰۃ کی ادائیگی مخفی طریقہ پر کی جائے تاکہ دکھلاوے وغیرہ سے امن رہے اور لینے والے کی پردہ پوشی رہے۔ فقیر ومحتاج ذلت سے بچے بلا کسی شرعی وجہ کے مخفی ہی دینا افضل ہے۔ (۳) اگر کوئی دینی مصلحت (ترغیب یا اپنے کو تہمت

سے محفوظ رکھنا) ہوتو اظہار بقدر ضرورت ایک دو یا حسب حال چند اشخاص کے سامنے کر دیا جائے۔(۴) زکوٰۃ مستحق کو دیکر نہ احسان جتلایا جائے اور نہ ہی ایذاء و تکلیف دے کر فریضہ کو برباد کیا جائے۔(۵) اپنے عمل وصدقہ کو حقیر جانے اور اپنے پر اللہ کا فضل سمجھے کہ اس نے فریضہ کے ادائیگی کی توفیق دے۔(۶) زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد اللہ جل شانہ سے قبولیت کی دعاء کر لے۔(۷) اللہ کی راہ میں صدقہ بالخصوص زکوٰۃ کی ادائیگی میں جو اسلام کا اہم فریضہ ہے خود سے عمدہ مال خوشدلی سے اداء کیا جائے۔اللہ کریم خود پاکیزہ ہیں اور پاکیزہ، عمدہ طیب مال قبول فرماتے ہیں۔(۸) اپنے مال زکوٰۃ وصدقات کو ایسے مواقع ومصارف پر خرچ کرے جس سے اجر وثواب میں زیادتی ہو۔

(ا) متقی، دنیاء سے بے رغبت آخرت کے کاموں میں معروف لوگوں کو دے۔(ب) اہل علم پر خرچ کرے کہ فریضہ کی ادائیگی کے ساتھ اشاعت علم اور اہل علم کی اعانت کا ذریعہ ہوگا۔(ج) جن کو صدقہ وزکوٰۃ دیجائے وہ اپنی حاجات و ضروریات کا اخفاء کرنے والے ہو۔قلت معاش، آمدنی کا لوگوں سے تذکرہ نہ کرتا ہو۔لوگوں سے چمٹ کر نہ مانگتا ہو یعنی سفید پوش ہو۔ (د) عیالدار ہو، کسی بیماری ومصیبت میں مبتلاء ہو کہ خود کما نہیں سکتا۔(ھ) مستحق رشتہ دار کو بھی دے کہ ادائیگی فریضہ (زکوٰۃ)، صدقہ کے ساتھ صلہ رحمی کا بھی اجر وثواب شامل ہوتا ہے۔

اللہ کریم اس مختصر تحریر کو بندہ وادارہ کے حق میں اور ہر پڑھنے والے کے لیے بھی نبی کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کے ساتھ دارین کی خیروں، نعمتوں میں برکتوں کا ذریعہ بنائیں نیز قبولیت ومقبولیت نصیب فرمائیں۔

امین بحرمة النبی الامی الکریم علیه الصلوٰة والتسلیم

گلشن کے پھول

قرآن حکیم میں واضح ہے کہ تم رزق کے خوف سے اپنی اولاد کو ہلاک نہ کرو اور یہ بھی مشہور ہے کہ جتنی گوڈی اتنی ڈوڈی تو افرادی قوت جتنی زیادہ ہوگی' اتنا ملک خوشحال ہوگا' اس لئے حدیث نبوی ہے کہ اس عورت سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی ہو۔آپ اس بے اولاد جوڑے کو دیکھئے جو مایوسی ذہنی پریشانی تفکرات اور اوہام سے مزمن اور پیچیدہ امراض کے شکار تو ہیں ہی ساتھ ساتھ دو خاندانوں کے باہمی شب و روز بھی تو تکار میں گزرتے ہیں۔مذکورہ بالا جوڑے میرے ساتھ ملاقات کریں' نبض قارورہ ظاہری معائنہ مشاہدہ اور حالات زندگی سے آگاہی کے بعد متعلقہ اسباب وعلامات کے مطابق علاج بالتدبیر علاج بالغذا علاج بالدوا کیا جائے گا۔بفضل تعالیٰ اجڑے گلشن میں بہار آئیگی۔یاد رہے خالی سفوف مغلظ یا دوائے مدر دینے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا' بے اولادی کے بیشمار اسباب ہوتے ہیں' اور ہر سبب کا علیحدہ علیحدہ علاج ہے۔میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ حکمت بچوں کا کھیل نہیں' یہ قابلیت طویل ترین تجربہ پاکیزگی قلب ونظر اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔بفضل تعالیٰ مستند درجہ اول چالیس سالہ تجربہ دوا ایوارڈ اور ایک گولڈ میڈل کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ ہر وقت اللہ سے مدد مانگنے والا ہوں خدا خوفی ہر وقت من میں سمائی ہوئی ہے۔اب فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا آپ کا کام ہے۔

ایام ملاقات: بروز جمعہ اور ہفتہ : حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی' لاہور ملتان روڈ' حبیب آباد (واں رادھا رام)

ضلع قصور 0345-7545119-0300 8841778

مولانا محمد اسلام حقانی *

قاطع جدیدیت اور مغربیت

محترم جناب سید خالد جامعی صاحب ...... ایک تعارف

عصر حاضر میں اُمت مسلمہ مرحومہ پر فتنوں کی زوردار بارش ہے، ہر طرف فتنے ہی فتنے ہیں۔ اندرونی اور بیرونی خفیہ اور ظاہری سازشیوں کے مسلمانوں کے ایمان وعمل پر ڈاکہ ڈالنے میں پوری قوت سے معروف ہیں اور جب بعض لوگ ان فتنوں کی راہ روکتے ہوں گے۔ یقیناً ان کا وجود اُمت مسلمہ کے لئے باعث خیر و برکت ہے تاکہ وہ اُمت کو ان فتنوں سے آگاہ کرکے ان کے ایمان کی حفاظت کر سکے۔ عہد جدید کا سب سے بڑا گمراہ کن اور خطرناک ترین فتنہ جو ہے وہ مغربیت، جدیدیت، نظامِ سرمایہ داری اور اس کے مظاہر، جدید سائنس اور ٹیکنالوجی اور اس سے مرغوب اشخاص کی خواہشاتِ نفس ہیں۔ یہ فتنے ہمارے ہاں تیزی سے عام اور خاص مسلمانوں کے ذہنی خرابیوں کا باعث بن رہے ہیں، لیکن کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی جو ان فتنوں سے بچاؤ کے لئے تقریری، تحریری، اصلاحی اور دعوتی سطح پر روک تھام کی خدمات انجام دیں، اس قحط الرجال کے دور میں الحمدللہ چند ہستیاں ایسی بھی ہیں جو ان مغربی دانش گاہوں میں رہ کر گمنامی کے عالم میں مردِ میدان بن کر میدانِ عمل میں اُتر کر ان فتنوں کی راہ میں سدِ سکندری ثابت ہو رہے ہیں۔

علامہ افغانیؒ کی تمنا :

حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کی یہ تمنا تھی کہ کاش ! مغرب کے عصری جامعات اور دانش گاہوں سے چند اولوالعزم مخلص اور تجربہ کار ناقدین پیدا ہو جو اسرار اور رموزِ مغرب سے آگاہ اور ان کی مضمرات سے باخبر ہوں، جو مغربی افکار، نظریات، فلسفے اور اس کے مروّجہ نظاموں کا نقد و ردّ پیش کر سکیں۔ الحمدللہ! آج حضرت علامہ افغانی رحمہ اللہ کی عدم موجودگی میں ان کی یہ تمنا پوری ہو رہی ہے نہ صرف پاکستان میں بلکہ پورے عالمِ اسلام میں اس وقت مغربی فکر ،فلسفہ، تہذیب، ثقافت، سائنس اور ٹیکنالوجی پر علمی و تحقیقی رد و نقد کا سہرا جامعہ کراچی کے شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے ناظم اعلیٰ محترم جناب سید خالد جامعی صاحب مدظلہ کے سر ہے جو صاحب عزم ہونے کیساتھ ساتھ صاحب تقویٰ و صاحبِ اخلاص بھی ہیں اور مغربی فکر و فلسفے پر گہری نظر بھی رکھتے ہیں۔ گویا تقویٰ اور اخلاص کیساتھ ساتھ اسلامی اور عصری علمیت بھی کافی مضبوط ہے۔ جدیدیت اور مغربیت پر ان کی یہ نقد نہایت عمدہ، قیمتی اور اہمیت کی حامل ہیں۔

---

* فاضل وفاق المدارس و جامعہ دارالعلوم حقانیہ، منتظم مجلس صوت الاسلام پشاور

محترم حضرت خالد جامعی صاحب مدظلہ دبستانِ اہلسنت و جماعت کے اہم ستون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو فکر و نظر کے بیشمار صلاحیتوں کے ساتھ قلبِ سلیم اور قلبِ منیب بھی عطا فرمایا ہے اور آپ اپنے دائرے میں اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کے بھرپور استعمال کے ساتھ دین کی خدمت میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مصروف ہیں۔ محترم جناب سید خالد جامعی صاحب کا قلمِ اشہب اسلام' قرآن' حدیث' اجماعِ اُمت اور جہاد کی دفاع اور مغربی تہذیب' فلسفہ' سائنس' ٹیکنالوجی اور امریکی استعماریت کے تعاقب میں رواں دواں ہے، ان کی تحریریں ایمان و عمل اور جذبہ شوق کی روایتوں کے امین ہیں۔

جریدہ اور ساحل کی اہمیت :

حضرتِ اقدس نے جامعہ کراچی کے شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کا جرنل ''جریدہ'' اسی مغربی فکر و فلسفہ اور تہذیب کی نقد و رد' تعاقب و محاکمہ' تجزیہ و محاسبہ کے لئے وقف کردیا ہے۔ حضرت مستقل طور پر مغربی فکر' فلسفہ' تہذیب' نظریات' نظامِ سیاست' نظامِ سرمایہ داری' ماڈرن ازم' لبرل ازم اور سیکولرازم کے محاکمہ اور محاسبہ پر علمی' تحقیقی اور مدلل تحقیقات اور تنقیدات شائع کررہے ہیں اور نیز اپنے اہداف و مقاصد کے حصول کے لئے ایک ماہنامہ رسالہ بنام ''ساحل'' بھی ہر ماہ علماءِ کرام' فقہائے عظام اور اہلِ علم و تحقیق کی خدمت میں تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل' پیش کررہے ہیں تاہم وہ بوجوہ کچھ عرصہ سے بند ہے۔

جریدہ اور ساحل کے خاص موضوعات :

مضامین کے تنوع کے اعتبار سے ''جریدہ'' اور ''ساحل'' کی خاص اہمیت اور حیثیت ہے۔ تقریباً زندگی کے ہر موضوع پر احاطہ کرنے کی جہد مسلسل فرماتے ہیں۔ مثلاً مغربی فکر، فلسفہ' منطق' تہذیب' ثقافت' عیسائیت کی تاریخ عروج و زوال' نظامِ سرمایہ داری' نظامِ اشتراکیت' نظامِ جمہوریت' تحریک تنویر' تحریک روحانیت' تحریک اصلاح' تحریک نشاۃِ ثانیہ' ماڈرن ازم' لبرل ازم' سیکولرازم' گلوبلائزیشن' عالمی استعماریت' عالمی دہشت گردی' قدیم علم الکلام' جدید علم الکلام' فتاویٰ' فقہ' اُصولِ فقہ' تصوف' اخلاق' تاریخ' مکالمہ بین المذاہب' جدید سائنس کے مضر اثرات' مغرب میں جدید سائنس پر شدید ردِعمل' عالمِ اسلام کے متجددین کا تعاقب' دینی رسالوں' تحریکوں' اداروں کی خدمات' حقوقِ انسانی کے فلسفہ کی حقیقت اور مغربی اقوام کی سیاہ تاریخ ان تمام مباحث کو ماہ بہ ماہ زیر بحث لاتے ہیں۔

دعوتِ غور و فکر :

محترم سید خالد جامعی صاحب کی عمر اور علم میں اللہ برکت عطا فرمائے تاکہ وہ مغرب کی فلسفہ اور تہذیب کے حقائق کو بے نقاب کریں، کیونکہ حضرت کا مغربی علوم اور فنون پر بہت گہری نظر اور مطالعہ ہے اور وہ اپنی نگارشات علماء اور فقہائے کرام کے سامنے پیش کررہے ہیں تاکہ علماءِ کرام مغرب کے خلاف اقدامی حکمت عملی کی کوشش کریں اور وہ ایسے موضوعات کو بھی زیر بحث لاتے ہیں جو عالم اسلام میں اجنبی ہیں اور ان موضوعات پر بہت کم لکھا گیا ہے اور اس پر بہت کم

لکھا جاتا ہے، یہ فکری مباحث اور موضوعات انتہائی اہمیت کی حامل ہیں اور عالمی نوعیت کے ہیں جن کا خصوصی تعلق اُمت مسلمہ کے عروج وزوال سے ہے اور ایسے مسائل کو بھی موضوع بحث لاتے ہیں جو دنیا کے ہر خطے میں موجود مسلم اور غیر مسلم تہذیبوں کو یکساں طور پر درپیش ہیں۔

حضرت جامعی صاحب کی راسخ العقیدگی:

دنیا بھر میں مغربی فکر، فلسفہ، سائنس اور تہذیب سے عمومی نوعیت کی مغلوبیت اور مرعوبیت پائی جاتی ہے، مگر محترم جناب سید خالد جامعی صاحب اور حضرت کا پورا حلقۂ فکر مغربی فکر، فلسفہ، سائنس اور ٹیکنالوجی سے ہرگز متاثر و مرعوب نہیں اور اسی طرح وہ قارئین جو اِن حضرات کے تحریروں کو سنجیدگی سے مطالعہ کریں تو ان شاء اللہ ان کی مرعوبیت اور مغلوبیت بھی لمحوں میں ختم ہوجائے گی۔ حضرت جامعی صاحب اسلام کو الحق اور قرآن کریم کو الکتاب سمجھتا ہے، جس کے سامنے تمام ادیان باطل ہیں اور ان کے نزدیک مغربی تہذیب، تہذیب نہیں محض بہیمیت ہے، انکے ہاں موضوعات لامحدود ہیں لیکن وسائل محدود ہیں، علماءِ کرام کو چاہئے کہ جامعی صاحب کیساتھ قلمی تعاون فرمائیں اور ان کی سرپرستی، رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرما کر ہر موڑ پر انکا ہاتھ تھام کر مفید تجاویز وآراء سے نوازیں تاکہ وہ اس عظیم مقصد کو آگے بڑھا سکیں، لیکن اشد ضرورت آپ کے ساتھ قلمی تعاون کا ہے۔ آپ کے تحریرات' مقالات ومضامین کو عربی زبان میں ترجمہ کرنے کی اہمیت وضرورت مخفی نہیں، اللہ کرے اس کام کا بیڑا کوئی عالم' فاضل یا عربی دان اُٹھائے۔ اسلئے ان کا مقابلہ مغربی تہذیب سے ہے جو ایک غالب اور عالمگیر تہذیب ہے۔ اس غالب اور عالمگیر تہذیب کے مقابلہ کیلئے اکیلا ایک فرد فرید کافی نہیں، گرچہ حضرت جامعی صاحب بذاتِ خود ایک جذبہ، تحریک اور جماعت ہے اور اسکا مقصد اُمت مسلمہ کو سلف کے راستے پر رواں دواں رکھنا ہے اور یہی راستہ صراطِ مستقیم ہے۔ لہٰذا اس مقصد کیلئے ان اہل علم اور شاہسوارانِ قلم کو سامنے آنا چاہئے جنہوں نے اس نظام وتہذیب میں زندگی گزاری ہو، اس تہذیب کے جرائم وسیاہ کاریوں کا بذاتِ خود مشاہدہ کیا ہو، اس وقت اسلامیت اور مغربیت، روایت اور جدیدیت کی اس کشمکش میں ایسے مردانِ کار کا شدت سے انتظار ہے کہ وہ مغربی فکر وفلسفہ کا گہرا مطالعہ کریں تاکہ مغرب کے تہذیب میں خفیہ اسرار اور رموز اور مضمرات سے خوب واقفیت حاصل ہوسکے، پھر اسکا اسلامی بنیادوں پر رد، نقد، محاسبہ اور محاکمہ پیش کرسکیں۔

مقصد کیلئے قربانی :

دوسری جانب مسلمانوں میں نورانی اور روحانی قوت، اسلامی عقائد، اسلامی اخلاق اور اعمال کو مستحکم کرنے کی کوشش اور جدوجہد کو قائم ودائم رکھنا بھی اشد ضروری ہے۔ حتیٰ کہ لوگ اسلامی نصب العین اور مقصدیت کیلئے اپنی جانوں کو قربان کردینے میں اپنی حیات سمجھیں اور اجنبی افکار ونظریات نہ ان میں انتشار پیدا کرسکیں نہ ایمانی کمزوری اس سلسلے میں حضرت سید خالد جامعی صاحب کا علمی، تحقیقی اور اصلاحی کام نہ صرف اس فکری ارتداد کی روک تھام کیلئے سد سکندری ثابت

ہوگا بلکہ مغرب میں اسلام کی دعوت وتبلیغ کے لئے بھی مفید ومددگار ثابت ہوگی۔

مغرب کا مقابلہ ہم سب کا فریضہ ہے' ایک التماس :

حضرت جامعی صاحب کے یہ رسائل (ساحل اور جریدہ) اندھیرے میں جگنو بن کر چمک رہے ہیں، یہ دونوں رسائل نہایت توازن وتدبر کے ساتھ اُمت مسلمہ کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہیں، ان اشخاص اور جرائد کا وجودِ مسعود اُمت مسلمہ کی تقویت کا باعث ہے، اس دور میں جب کہ ہر طرف مایوسی کا غلبہ ہے، نور کی یہ کرنیں کراچی کے اُفق سے روشن ہوتے دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ یہ اُمت مسلمہ کے لئے نیک شگون ہے، لیکن ان کوششوں کو زیادہ سے زیادہ مربوط و مضبوط بنانے کی ضرورت ہے، کیونکہ مغربی تہذیب سے واقف ہونا اور اس کے خلاف جہاد کرنا صرف سید خالد جامعی صاحب کا نہیں بلکہ ہم سب کا فرض ہے، اکیلے ایک آدمی یا ایک جماعت کے کام سے یہ فریضہ ہم سب سے ساقط نہ ہوگا، لہٰذا تمام دینی تحریکوں' جماعتوں' مدارسِ دینیہ' علمی وتحقیقاتی اداروں' انجمنوں' دانشوروں اور دینی جرائد' رسائل اور اخبارات کے مدیران صاحبان ان تمام حضرات سے خصوصی استدعا ہے کہ وہ مغربی فکر و فلسفہ کا گہرا مطالعہ' تجزیہ اور تنقید پر خصوصی توجہ مبذول فرمائیں، اس کے بغیر مغرب کی اس یلغار کا مقابلہ کرنا ممکن نہ ہوگا، آخر کار تمام عالم اسلام ترکی اور مصر کی طرح جدیدیت اور مغربیت کے اس سیلاب میں غرق ہو جائے گا، یہ وقت انتظار کا نہیں بلکہ فوری کام کرنے کا ہے۔ مدیرانِ جرائد کو تو چاہئے کہ ان موضوعات پر خصوصی نمبرات اور اشاعتیں منظر عام پر لائیں تا کہ عالم اسلام غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائے، اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش صدیوں سے جاری ہے، اس تہذیبی وثقافتی آویزش نے عالم اسلام میں کئی جہات پیدا کی ہیں، بعض طبقات نے مغربی تہذیب اور اس کے مظاہر کو کلیتاً اپنا طرزِ حیات بنالیا ہے، اور چند ایک نے معذرت خواہانہ رویہ اپنا کر ایک طرزِ مفاہمت اور مکالمہ کی راہ اپنالی ہے، اور صرف چند صاحب کردار اور باحمیت ایسے ہیں جنہوں نے کامل بصیرت اور حکمت اور گہرے ادراک کے ساتھ اس تہذیب اور اسکے جملہ مظاہر کا محاسبہ اور محاکمہ شروع کر رکھا ہے، اُمت مسلمہ کی یہ خوش نصیبی ہے کہ اسلامیت اور مغربیت روایت اور جدیدیت کی کشمکش کی اس نازک اور پیچیدہ حالات میں ایک ایسی شخصیت بلکہ ایک ایسی تحریک اُبھر کر سامنے آئی ہے (جن کے لئے اُمت مسلمہ صدیوں سے منتظر تھی) جو مغربی تہذیب کی آنکھ سے آنکھ ملا کر مقابلہ اور اس پر جرأت مندانہ اور پراز اعتماد تنقید وتردید کرے اور ایک داعی حملہ آور کی حیثیت سے اس کا سامنا کرنے کیلئے ایک ٹھوس اور مربوط کوشش کریں، یہ ہیں جناب سید خالد جامعی صاحب جو اس وقت مغربی فہم کے حوالے سے عالم اسلام کی سب سے طاقتور دینی شخصیت اور عنصر قرار دی جاسکتی ہے، اسلامیت اور مغربیت، روایت اور جدیدیت کی کشمکش مستقبل قریب میں کیا رُخ اختیار کریگی تو اس کا اندازہ جناب جامعی صاحب کے تحریروں سے لگایا جاسکتا ہے۔ جناب جامعی صاحب جیسے ذی شعور اور قدیم وجدید منقول ومعقول علوم سے آراستہ شخصیت اس نازک موضوع پر خامہ فرسائی کا حق ادا فرماتے ہیں، اسلامی علیت اور جاہلی علیت سے بھرپور یہ مخمص

بڑے منطقی مدلل اور عمیق علمی تجزیئے سے تہذیب مغرب اور اس کے مظاہر کا مقابلہ کر رہے ہیں، اُمید ہے کہ اُمت مسلمہ کے افراد کیلئے یہ علمی کوشش ان شاء اللہ چشم کشا اور بصیرت افروز ثابت ہوگی۔

جامعی صاحب کی جہدِ مسلسل :

اب ذرا ان کی تحریروں کی اوصاف اور خصوصیات پر نظر ڈالتے ہیں۔ حضرت کی تحریروں میں ادیبانہ رنگ کے ساتھ ساتھ عالمانہ گہرائی بھی پائی جاتی ہے، جامعی صاحب کا دورِ حاضر کے مسائل و مشکلات پر مسلسل نظر ہے، یوں تو سید خالد جامعی صاحب نے ہر موضوع پر خوب لکھا ہے، مگر مغربی تہذیب وثقافت، سائنس وٹیکنالوجی اور فکر مغرب کا اُمت مسلمہ مرحومہ کے خلاف گہری سازشوں کا جس طرح تار و پود بکھیرا ہے، ہر لحاظ سے قابل قدر، لائق داد اور باعثِ رشک و تحسین ہے۔ ان کی یہ محنت گویا اُمت مسلمہ مرحومہ کے لئے ایک اذان ہے، اذان سن کر کون جاگتا ہے اور کون نہیں جاگتا، یہ اذان کہنے والے کا مسئلہ نہیں ہے، ہر اذان سننے والا خود مکلف ہے۔

حضرت کا یہ کام اور خدمت کس قدر روزنی ہے، اس کا فیصلہ آنے والی نسل کرے گی، گذرتے حالات میں ہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ آج کی ضرورت ہے، تو کل کی اشد ضرورت ہے جو دن بہ دن شدید سے شدید تر کی طرف تیزی سے سفر کر رہی ہے، حضرت کی اکثر تحریریں منصۂ شہود پر آچکی ہیں، لیکن اس سے کئی گنا کام طباعت کا منتظر ہے، جو قلمی مسودات پر مشتمل ہے۔ حضرت روزانہ تسلسل کے ساتھ ۲۵ سے ۳۰ صفحات تحریر فرماتے ہیں، ان کا قلم ایسے موضوعات پر خامہ فرسائی کرتا ہے جو اسلام کے حوالے سے اہمیت کی حامل ہو آپ اپنی قلم سے خاص طور پر ان تحریکوں' تنظیموں' اداروں اور اشخاص کی افکار اور نظریات کی نقاب کشائی کرتے ہیں جو اُمت مسلمہ کے لئے بڑے خطرے کا باعث بن سکتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی یہ محنتِ شاقہ قبول فرمائیں۔

حضرت کے تحریروں کی چند خصوصیات:

میں تو حضرت محترم سید خالد جامعی صاحب کے تعلیم اور ذاتی کوائف سے پوری طرح واقف نہیں ہوں، البتہ ان کی تحریروں کے حوالہ سے ان کے خلوص' محبت اسلام' جذبۂ راسخ العقیدگی اور تدین سے اچھی طرح واقف اور بہت متاثر ہوں، ان کی تحریروں کی چند خصوصیات نذر قارئین ہیں :

۱) جناب سید خالد جامعی صاحب کی تحریروں میں علمی وادبی گہرائی وگیرائی پائی جاتی ہے، ان کی ہر تحریر سے ان کے جذبۂ ایمان اور اخلاص کی عکاسی ہوتی ہے، جو سنجیدہ قاری کو بہت متاثر کرتی ہے، اور اسے کچھ سوچ، تدبر اور تفکر پر مجبور کرتی ہے، اور سنجیدہ قاری ان کی تحریروں سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

۲) محترم جامعی صاحب کا دورِ حاضر کے مسائل اور مشکلات اور اس کے اسباب، محرکات منظر اور پس منظر پر مسلسل گہری نظر ہے، وہ ایک نباض حکیم کی طرح مریض کے اندرونی و بیرونی بیماریوں سے پوری طرح باخبر ہیں، اس

لئے وہ حالات کے تناظر میں مسلسل لکھتے رہتے ہیں، جو نہ صرف عہد حاضر کے انسان کے لئے لمحہ فکریہ ہے بلکہ مستقبل کا مؤرخ جب پیچھے پلٹ کر دیکھے گا تو اس صدی کے حالات و مشکلات کے سمجھنے میں اسے اس سے اچھی خاصی مدد ملے گی۔

۳) جامعی صاحب اپنی تحریریں اپنے قارئین تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں جو انہی دلچسپی سے پڑھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے علم میں اضافہ کے خواہشمند رہتے ہیں، تو جامعی صاحب ان کی اس علمی تشنگی کا سامان مسلسل فراہم کرتے رہتے ہیں۔

۴) وہ اپنے علمی اور تحقیقی مضامین کے ساتھ ساتھ ایسے افراد کی تحریروں کو بھی شامل اشاعت کر لیتے ہیں جن کے بارے میں انہیں یقین ہو کہ اس نے اس موضوع پر اسلام کی اعلیٰ نمائندگی کی ہیں۔

۵) ان کی تحریروں میں یہ تأثر ملتا ہے کہ آپ اسلام کے ان اصولوں پر کاربند ہیں جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ ایمان کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بدی برائی کو ہاتھ سے روکا جائے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکنے کی کوشش کی جائے، اللہ تعالیٰ نے چونکہ قلم کے ذریعے سے حق کہنے کا سلیقہ عطا فرمایا ہے اس لئے وہ اپنی توانائیاں اس پر صرف کر رہے ہیں، یقیناً ان کے مشاغل و کارکردگی بعض طبائع پر گراں گذرتی ہوں گی اور بعض اسے تضیعِ اوقات گردانتے ہوں گے لیکن وہ مرد درویش اپنی چراغ کو اس تند و تیز ہواؤں میں بھی جلائے جا رہے ہیں۔

۶) ان کی تحریروں میں سب سے قابلِ ذکر وہ مضامین اور تحریرات ہیں جو انہوں نے مغربی فکر' فلسفہ' تہذیب' ثقافت اور اس کے مظاہر جدید سائنس و ٹیکنالوجی کے متعلق لکھی ہے اور لکھ رہے ہیں، اگر چہ دورِ جدید میں سنجیدہ لٹریچر پڑھنے کا رواج کم ہو رہا ہے، لوگوں کی دلچسپیوں کا مرکز و محور کچھ اور چیزیں ہیں۔

۷) آپ اپنی تحریروں کے ذریعے ایسے حقائق پیش کرتے ہیں جو سنجیدہ قاری کو تدبر اور تفکر پر مجبور کرتا ہے کہ مسلمان کس طرح خوابِ غفلت سے دوچار ہیں اور دشمن انتہائی چالاکی اور عیاری سے اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوتے نظر آ رہے ہیں۔

۸) انہوں نے اپنے قلم کے حوالے سے جو کچھ کیا ہے، میرے خیال میں انہوں نے فرضِ کفایہ کا حق ادا کیا ہے۔

۹) ان کی تحریر میں حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

۱۰) ان کی تحریر میں ماضی کے سنہرے ادوار کے جھلکیں نظر آتی ہیں (تلك عشرة كاملة)

بندہ ان کے آئندہ عزائم کے لئے دُعا گو ہے کہ آپ اپنے قلم سے اس گلستان کی آبیاری کرتے رہیں گے، اللہ کرے علم و عمل کا یہ چراغ تادیر جلتا رہے، لو سے لو جلتی رہے، ان کا پیغام سوچ اور فکر مسلمان نوجوان تک پہنچتی رہے، اور ایک ایسا قافلہ تیار ہو جائے جو کفر کے بڑھتے ہوئے طوفان اور آندھیوں کا رُخ موڑ لیں۔ (آمین)

(12) مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

فضلائے حقانیہ کی تالیفی اور تصنیفی خدمات

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی' فضلاء حقانیہ کے علمی' ادبی' تحریری' تصنیفی اور تالیفی خدمات پر کام کر رہے ہیں۔۔ علم و ادب' تحریر اور تصنیف و تالیف سے شغف رکھنے والے تمام فضلاء حقانیہ سے درخواست ہے کہ اپنا مختصر تعارف' خدمات اور تصنیفات و تالیفات کا تعارف مولانا موصوف کے نام بھیجیں تا کہ وہ اس عظیم تاریخی کام کو بہ سہولت آگے بڑھا سکیں۔

رابطہ ایڈریس : مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی' رکن القاسم اکیڈمی' جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ ------ (ادارہ)

مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری حقانی

مولانا عبدالحکیم اکبری ۱۶ر ربیع الاوّل ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۵ر جنوری ۱۹۵۲ء کو مولانا کمال الدین کے گھر عبدالخیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی دینی وعصری تعلیم: ابتدائی دینی اپنے گھر پر اپنے والد گرامی اور بڑے بھائیوں مولانا مفتی عبداللطیف' مولانا عبدالسلام اور خلیفہ محمد (برادر خورد مولانا مفتی محمودؒ) سے حاصل کی۔ ابتدائی عصری تعلیم عبدالخیل کے گورنمنٹ پرائمری سکول سے حاصل کی۔

درس نظامی میں داخلہ وفراغت: مڈل پاس کرنے کے بعد اپریل ۱۹۶۶ء میں مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں داخلہ لیا اور اپنے بھائی مولانا مفتی عبداللطیف (مدرس و معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان) کی سرپرستی میں ابتدائی درجہ میں داخلہ لیا۔ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ بمطابق اپرایل ۱۹۶۸ء ملتان میں ہیضہ کی وبا پھیلی جس کی وجہ سے آپ کے بڑے بھائی مولانا مفتی عبداللطیف انتقال فرما گئے۔ تو آپ نے بقیہ تعلیمی سال خانقاہ یٰسین زئی میں حضرت صاحبزادہ محمود (صاحبزادہ محمود دارالعلوم حقانیہ کے اوّلین فضلاء میں سے ہیں۔ تقسیم پاکستان سے قبل آپ مدرسہ شاہی مراد آباد اور دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم رہے، پاکستان بننے کے بعد دوبارہ جانہ سکے اور دورۂ حدیث محدث کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہٗ سے پڑھی) سے استفادہ کیا۔ سرحد و پنجاب کے دینی مدارس میں علمی پیاس بجھانے کے بعد فوقانی درجات پڑھنے کیلئے دسمبر ۱۹۷۰ء بمطابق شوال ۱۳۹۰ء میں مرکز علم و معرفت جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور چھ سال مسلسل دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ و مشائخ سے فیضیاب ہوتے رہے، اس دوران پشاور بورڈ سے میٹرک اور ایف اے کے

امتحانات فسٹ ڈویژن میں پاس کیے۔ آخر کار شعبان ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۹۷۶ء میں دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کی۔ اسی سال وفاق المدارس کے تحت منعقدہ امتحانات میں شریک ہوئے اور ممتاز (درجۂ اولیٰ) کی سند حاصل کی

درس وتدریس اور دینی خدمات : فراغت کے بعد مولانا اکبری درس وتدریس جیسے مبارک مشغلہ سے وابستہ ہوئے اور مختلف دینی مدارس میں خدمات انجام دیں۔ مولانا اکبری نے چونکہ عصری علوم میں گومل یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کے ڈگری کے حامل ہیں' اس لئے آپ کو یونیورسٹی اور کالج میں دین کی محنت کرنے کے بہت مواقع سامنے آئے اور آپ نے کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ گومل یونیورسٹی میں گریجویٹ کی کلاسز کو متعدد شعبہ جات کے طلبہ کو اسلامیات پڑھاتے ہیں۔ خطابت اور درسِ قرآن کے ذریعے بھی اُمت مرحومہ کی رہنمائی فرماتے ہیں، آج کل بھی گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان شعبۂ عربی اور اسلامیات کے پروفیسر اور جامع مسجد گومل یونیورسٹی کے خطیب ہیں اور دارالعلوم حقانیہ اور اپنے مشائخ واساتذہ کا نام روشن کیے ہوئے ہیں۔

تصنیف وتالیف :

مولانا عبدالحکیم اکبری چونکہ عصری علوم اور علم' ادب اور تحقیق میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ اسی لئے آپ نے تصنیف وتالیف سے بھی رشتہ ناطہ جوڑے رکھا۔

مولانا مفتی محمود کی علمی' دینی اور سیاسی خدمات :

اپنے پی ایچ ڈی مقالے کیلئے آپ اپنے ہی علاقے کے معروف بین الاقوامی علمی شخصیت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کو منتخب کیا، اور مفتی محمود کے تذکرہ وسوانح، سلسلۂ نسب' خاندان' ابتدائی تعلیم' اعلیٰ تعلیم' اساتذہ' بیعت وسلوک' تلامذہ' نکاح' اولاد واحفاد' علمی مقام' تدریسی' حدیثی اور فقہی خدمات' دینی اور سیاسی خدمات' سیرت وکردار' درسی' فقہی افادات اور سیاسی مؤقف پر اعتراضات اور ان کے جوابات اور دیگر اہم موضوعات پر تحقیق کر کے تحقیق کا حق ادا کیا، مولانا مفتی محمود کے متعلق اس مقالہ کو انسائیکلوپیڈیا قرار دینا چاہیے۔ یہ مقالہ ایک دفعہ شائع ہوا ہے، دوسری مرتبہ پریس جانے کیلئے تیار ہے۔

تفسیر وحدیث کے ارتقائی مراحل :

مولانا ایک دوسرے پروفیسر ڈاکٹر محمد آفتاب کے ساتھ مل کر ''علم، تعلیم، معلم کے فرائض اور اس کا کردار اور معلم کی خود آگہی وخود احتسابی'' سے متعلق انگریزی زبان میں لکھ رہے ہیں اور ساتھ ساتھ اردو ترجمہ پر بھی کام شروع ہے۔

تحقیقی مقالہ جات:

اس کے علاوہ مولانا نے متعدد تحقیقی مقالے بھی لکھے جو ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے منظور کردہ مجلہ ''تحقیقی جرنل'' میں شائع ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حقانی فاضل کو مزید علمی' دینی ادبی' تحقیقی اور تعمیری کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

مولانا مفتی محمد اسعد ثانی حقانی

آپ ۲۷ رمارچ ۱۹۷۵ء کو ضلع صوابی کے مشہور گاؤں شیرہ غنڈ میں حضرت مولانا ذاکر اللہ رحمہ اللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت: ابتدائی تعلیم، ناظرۂ قرآن، خلاصہ کیدانی، منیۃ المصلی، مفید الطالبین اور نفحۃ الیمن وغیرہ اپنے والد مکرم سے پڑھیں۔ حفظِ قرآن کے لئے حافظ ثمر گل اور حافظ عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عصری تعلیم میٹرک مکمل کرنے کے بعد مدرسہ حمایت الاسلام غلجی پشاور سے باقاعدہ درسِ نظامی کا آغاز کیا، اس کے بعد دارالعلوم فیصل آباد تشریف لائے اور چھ سال تک علمی پیاس بجھاتے رہے۔

تکمیل، فراغت ودستار فضیلت: تکمیل اور موقوف علیہ پڑھنے کے لئے مولانا قاضی حمید اللہ خان مدظلہٗ کے ہاں گوجرانوالہ آئے۔ بعد ازاں شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس ترنگزئی سے دوبارہ مشکوٰۃ، بیضاوی، ہدایہ آخرین، جلالین وغیرہ پڑھیں، اور آخر کار منبع علوم ومعارف، اُم المدارس، دیوبند ثانی اور بین الاقوامی آزاد یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور دورۂ حدیث میں یہاں کے عبقری اساتذہ وشیوخ الحدیث سے استفادہ کیا اور ۲۰۰۱ء میں دستار فضیلت اور سندِ فراغت حاصل کی۔

تخصص فی الفقہ والافتاء: فراعت کے بعد جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی میں حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان مدظلہٗ ودیگر اساتذہ سے تخصص فی الفقہ والافتاء میں فیضیاب ہوئے اور امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ روحانی سلسلہ کا تعلق حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد رحمہ اللہ سے تھا، جبکہ تفسیر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی مدظلہم، شیخ الحدیث مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی مدظلہم اور شیخ التفسیر مولانا مفتی زرولی خان مدظلہم کی تلمذ پر فخر کرتے ہیں ۔اکابر علماء کی ملاقات اور ان سے اجازتِ حدیث لینے کی سعادت بھی حاصل ہے۔

درس وتدریس: تخصص سے فراغت کے بعد مفتی صاحب درس وتدریس کیلئے جامعہ ابوہریرہ تشریف لائے اور یہاں حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کی شفقتوں اور عنایتوں کا مرکز ومحور رہے۔ تقریباً آٹھ سال تک یہاں علمی، دینی اور فقہی خدمات انجام دیتے رہے۔ مختلف علوم وفنون کی کتابیں آپ کے زیرِ درس رہیں۔ مفتی صاحب ایک قابل استاد اور شفیق اتالیق ہیں۔ طلباء آپ کے درس سے حد درجہ مطمئن ہوتے۔ احقر راقم کو بھی آپ سے تلمذ کی سعادت حاصل ہے۔ مفتی صاحب علمِ ادبِ عربی کے کتب کو بہت ذوق وشوق سے پڑھاتے ہیں ہیں۔ طلباء نے آپ کی درسی تقریریں مرتب کی ہیں۔ جن میں بعض کا تعارف درج ذیل ہے۔ یہ تقریرات اگرچہ شائع نہیں ہوئیں تاہم مخطوطات کی شکل میں محفوظ ہونا بھی حقانی فاضل کی للٰہیت کی دلیل ہے۔

اسعد الغایات فی درس المقامات : عربی ادب میں مقامات حریریہ کو بہت اعلیٰ، بلند اور ارفع مقام حاصل ہے۔ عرصہ دراز سے درسِ نظامی میں پڑھائی جاتی ہے۔ وفاق المدارس کے نصاب میں بھی دس مقامے شامل ہیں۔ مفتی صاحب نو سال سے مقامات پڑھا رہے ہیں۔ اس دوران اکثر طلباء نے درسی نوٹس لکھیں، جو طلباء کے درمیان مشہور ہیں۔

اسعد المہمات فی دروس المعلقات :سبعہ معلقہ کو عربی زبان کی ادب میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا تعلق چونکہ عرب کے زمانہ جاہلیت سے ہے۔ اسی وجہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول مشہور ہے "شعر الجاهلية ديوان العرب فان فيه تفسير كتابكم و معانى كلامكم" جاہلیت کے اشعار عرب کے دیوان ہیں اس لئے کہ اس میں تمہارے کتاب کی تفسیر، کشف و وضاحت اور تمہارے کلام کے معانی ہیں۔

دینی مدارس میں سبعہ معلقہ کی تعلیم اور درس و تدریس کا اہتمام زیادہ ہے۔ مفتی صاحب کے ذمہ بھی سات سال تک سبعہ معلقہ زیر درس رہا۔ اسی کتاب کے بھی طلباء نے تقریرات لکھیں ہیں۔

اسعد الدراسۃ فی دروس باب الحماسہ : ابوتمام حبیب بن اوس کا منتخب و مرتب کردہ دیوان "دیوانِ حماسہ" عربی ادب و زبان کا بہترین شہ کار ہے۔ اس میں انہوں نے شعرائے عرب کے اصناف سخن کو جمع کیا ہے، عربی زبان چونکہ قرآن و حدیث کی زبان ہے، اس لئے مدارس کے رائج نصاب میں دیوانِ حماسہ بھی داخلِ درس ہے۔ مفتی صاحب دیوانِ حماسہ بھی عرصہ دراز سے پڑھا رہے ہیں اور عربی ادب کے تشنگان کو سیراب کر رہے ہیں۔ طلباء نے حماسہ کے بھی نوٹ لکھے ہیں اور لکھ رہے ہیں۔

اسعد الکافی فی درس متن الکافی : عروض و قوافی اور اس کی اہمیت شعر و شاعری میں مسلم ہے، درجہ سادسہ میں متن الکافی درساً پڑھائی جاتی ہے۔ مفتی صاحب نے اور کتابوں کی طرح متن الکافی بھی نہایت آسان اور شستہ زبان میں پڑھائی۔ احقر نے درس کے دوران اسے محفوظ کیا۔ ان شاء اللہ عنقریب افادۂ عام کے لئے شائع کیا جائے گا۔

رسائل و جرائد میں مضامین : مفتی صاحب نے طالب علمی کے دوران اپنے اساتذہ سے مختلف کتابوں کے نوٹس لکھے ہیں جو آپ کے پاس محفوظ ہیں۔ ماہنامہ "القاسم" میں آپ کے مضامین اور فتاویٰ جات بھی شائع ہوتے رہیں جبکہ آپ کے زیادہ تر حل شدہ فتوے جامعہ ابوہریرہ کے دارالافتاء میں موجود ہیں۔ آج کل مفتی صاحب جامعہ رحمانیہ مینئی ضلع صوابی میں درجاتِ علیا کی کتابیں پڑھا رہے ہیں اور جامعہ رحمانیہ کے ترجمان مجلّہ "الداعی" میں لکھ بھی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کے اس قابل فخر فرزند کو توفیق عطا فرمادیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ لکھیں تا کہ آئندہ نسلیں اس سے مستفید ہوں ....

کچھ نہ کچھ لکھتے رہو تم وقت کے صفحات پر نسلِ نو سے اک یہی تو رابطے رہ جائیں گے

حضرت مولانا گل رحمان حقانی

آپ افغانستان ولایت پکتیا حائی اریوب کے گاؤں ہاشم خیل میں مولانا عبدالرحمن کے ہاں ۱۳۴۲ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق نہایت علمی اور دینی گھرانے سے ہے۔ ابتدائی تعلیم مکتب سکندر خیل ورسک میں حاصل کی۔ افغانستان پر روسی یلغار کے موقع پر پاکستان ہجرت کی اور سرحد کے مشہور دینی مدارس میں علمی تشنگی بجھاتے رہے یہاں تک کہ مرکز رشد وہدایت جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے ۱۳۶۷ھ میں سند فراغت حاصل کی۔

اسی سال جہاد افغانستان میں شریک ہوئے اور مسلسل جہاد فی سبیل اللہ کی وجہ سے جلد ہی کمانڈر مقرر ہوئے۔

افغانستان کے اسلامی حکومت طالبان کے سقوط کے بعد درس تدریس کا آغاز کیا اور ایک کامیاب مدرس ثابت ہوئے۔ اپنا ادارہ بھی قائم کی جس کے آپ مہتمم اور صدر مدرس تھے۔ تصنیف وتالیف میں بھی طبع آزمائی کی اور کامیاب مصنف ثابت ہوئے۔ درس نظامی کے علوم وفنون پر آپ کی کاوشیں قابل قدر ہیں۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

معراج الاصول: یہ کتاب اصول فقہ کے قواعد پر مشتمل ہے۔ مولانا نے نہایت سہل عام فہم اور دلنشین انداز میں موتیوں کو ایک لڑی میں پرویا ہے۔

معراج النحو: یہ کتاب علم النحو کے قوانین وقواعد پر مشتمل ہے۔

معراج الصرف: اس کتاب میں مولانا نے علم الصرف کے ابواب قواعد، تعلیلات وغیرہ تفصیل سے بیان کی ہیں۔

معراج المنطق: فن منطق جیسے گراں موضوع پر مولانا کی تالیف مبتدی طالب علموں کیلئے ایک اچھی کاوش ہے۔

معراج التصوف: تصوف کے معنی، سلسلوں کی تعریف، بیعت کی ضرورت اور شرعی حیثیت، پیر ومرشد اور مرید کے آداب جیسے اہم عنوانات اور موضوعات پر منفرد انداز کی نہایت جامع کتاب۔

معراج الواعظین: ائمہ مساجد، خطباء اور مقررین کی سہولت کے لئے مختلف اصلاحی موضوعات پر نہایت جامع مواعظ وخطبات کا مجموعہ۔

الرسالۃ الحقانیۃ: اس کتاب کا موضوع معلوم نہ ہوسکا۔

اس کے علاوہ بھی مولانا نے نہایت اہم موضوعات پر قلم اٹھایا ہے مگر افسوس کے وہ تمام ذخیرہ پشتو زبان میں ہے یا عربی میں اور اردو دان طبقہ کیلئے اس سے استفادہ مشکل ہے۔ اللہ کرے کوئی صاحب اسے اردو کے قالب میں ڈھالے۔

مولانا عرصہ دراز سے عالم عرب میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین حقہ کی صحیح خدمت کی توفیق عطا فرمادیں۔

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

استاذ حدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

عرش کو بھی اس تسلسل جانفزا پر ناز ہے

مورخہ ۲۱ رجون ۲۰۱۱ء پر دارالعلوم حقانیہ کے عظیم الشان پرشکوہ ایوان شریعت ہال میں راقم کی زیر تدریس سنن نسائی شریف اور موطائین کی اختتامی دعا کے موقع پر ملک کے معروف نعت خواں ہمارے محترم دوست مولانا فرید احمد صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ وخطیب جامع مسجد حسنین اتحاد ٹاؤن بلدیہ ٹاؤن کراچی کے برخوردار نسبتی جناب حافظ قاری فہد شاہ صاحب نے اپنی پُرسوز اور پردرد آواز میں یہ نظم سنائی اور اس کے ساتھ طلبہ دورہ حدیث شریف کے اصرار پر دستار بندی کے لئے بطور تبریک چند اشعار موزوں کئے تھے جس میں ہر فاضل محترم کو ہدیہ ترحیب پیش کیا گیا ہے۔ وہ بھی اسی بابرکت اور پرنور تقریب انہوں نے سنائے وہ اشعار بھی برائے تنشیط خاطر نذر قارئین ہیں۔ ________ (فانیؔ)

سلسلہ در سلسلہ لطفِ خدا پہ ناز ہے — ہم کو ایسے وارثانِ مصطفیٰؐ پرناز ہے

شہ ولی اللہؒ نے احساں کیا اس قوم پر — علم کو اس چشمۂ جود و عطا پرناز ہے

وہ امیر مومنیں لاریب درفنِ حدیث — عبدِ حقؒ اس صاحب صدق وصفا پر ناز ہے

جن کے تقویٰ وتقدس پر ہیں رشک افشاں مَلک — اس ہمالائے خلوص و اِتقا پر ناز ہے

میرے والد محتشم تھے صاحبِ جاہ وجلال — اہل دل کو اس فقیر بے نوا پر ناز ہے

تھے امام وقت جو مشہور تھے صدر الصدور — حضرت عبدالحلیمؒ دلربا پر ناز ہے

شان جس کی ہے نرالی نازشِ علم وعمل — مفتی اعظم رئیسِ اتقیا پر ناز ہے

وہ فقیہ النفس وہ شیخ طریقت بے بدل — کوہ عرفاں واہ اس کی ہر ادا پر ناز ہے

پیکر حسن مجسم وہ حسن جاں محترم — اس مَلک سیرت شہید باوفا پر ناز ہے

جو فصاحت اور بلاغت کے تھے اک عالی امام — افتخار ملک وملت بے ریا پر ناز ہے

چارسو جاری وساری دیوبند کا فیض دیکھ
ہند کو اس بقعۂ رشد و ہدیٰ پر ناز ہے

جامعہ حقانیہ ہے مادرِ علمی مری
پورے عالم کو اس دار ضیاء پر ناز ہے

قاسم نانوتوی کی روح کو ہو صد سلام
دینِ قیم کو بھی ایسے رہنما پر ناز ہے

سوئے جنت ہم رواں ہیں ان کے داماں کے طفیل
اللہ اللہ اس گروہ اولیاء پر ناز ہے

کس قدر پر کیف نورانی ہے یہ زنجیر واہ
عرش کو بھی اس تسلسل جانفزا پر ناز ہے

جنۃ المادیٰ کی خوشبو بے مثل بے شک مگر
ہم کو فانیؔ طیبہ کی بادِ صبا پر ناز ہے

یہ خوشی ہو باعث صدر خیر و برکت مرحبا

ایسی قسمت اللہ اللہ یہ سعادت مرحبا
سر پہ تیرے تاج دستار فضیلت مرحبا

بعد مدت کے ترا ارمان پورا ہوگیا
دم بدم افزوں ہو تیری شان و شوکت مرحبا

ماند اس کے سامنے ہے دینوی جاہ و جلال
کی عطا رب نے تجھے جو ایسی خلعت مرحبا

کامیابی کا سفر جاری ہو تیرا دم بدم
استقامت اس طرح ہو ایسی ہمت مرحبا

رب نے تجھ کو چن لیا ہے دیں کی خدمت کے لئے
بن گیا تو خادمِ دین وشریعت مرحبا

لطف واحسان و کرم یہ جاہ وحشمت السلام
از درغفار تجھ پر یہ عنایت مرحبا

تیرا یہ اعزاز واللہ باعث صد افتخار
اے زہے بخت کی بلندی یہ شہامت مرحبا

آپ ہی کے واسطے بس یہ دعا فانی کی ہے
یہ خوشی ہو باعث صد خیر و برکت مرحبا

جناب شفیق الدین فاروقی

دار العلوم کے شب و روز

دار العلوم کی جلسہ دستار بندی و تقریب ختم بخاری شریف:

مورخہ ۳۰رجون ۲۰۱۱ء کو دار العلوم حقانیہ میں تقریب ختم بخاری شریف اور جلسہ دستار بندی کا غیر اعلانیہ اجتماع منعقد ہوا ۔دار العلوم کی سابقہ روایات سے ہٹ کر اس بار بھی امن وامان کی بگڑتی صورتحال کے پیش نظر ختم بخاری کی یہ تقریب اختصار اور سادگی سے منعقد ہوئی کیونکہ ملکی صوبہ خیبر پختونخوا اور عالمی حالات کے پیش نظر دار العلوم کے اس شاندار اجتماع کو کئی طرح کے خطرات لاحق ہو سکتے تھے۔لیکن الحمد للہ تائید ایزدی سے یہ شاندار اجتماع ہر قسم کے شر و فساد سے محفوظ و مامون رہا۔اس موقع پر پندرہ سو (۱۵۰۰) سے زائد درس نظامی کے فضلاء متخصصین اور حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی۔تقریب کا آغاز شام چھ بجے شروع ہوا۔ دار العلوم کے نائب مہتمم استاذ حدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب مدظلہ نے حاضرین اور معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مختصر اور جامع خطاب فرمایا۔اس کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر سیر حاصل خطاب فرماتے ہوئے فضلاء کو اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کیلئے تیار رہنے کی تلقین کی اور آنے والے چیلنجز کی نشاندہی فرمائی اور نہایت ہی مفید نصیحت آموز علمی خطاب بھی فرمایا۔آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کی رقت آمیز دعائیہ کلمات پر اس تقریب کا اختتام ہوا۔اس موقع پر طلباء اور علماء نے حضرت مولانا مدظلہ کی پُر اثر اور پُر سوز دعا پر دھاڑیں مار مار کر اپنے غم و جذبات کا اظہار کیا اور خداوند تعالیٰ سے دینی مدارس کی حفاظت اور ملک پاکستان و عالم اسلام کی سلامتی کیلئے دعائیں کیں۔

دار العلوم کی مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس:

۵رجون بروز اتوار ۲۰۱۱ء کو جامعہ دار العلوم حقانیہ کا مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔تلاوت قران مجید کے بعد نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور شوریٰ کے اغراض و مقاصد اور ایجنڈا پیش کیا۔ بعد میں باضابطہ طور پر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ مہتمم جامعہ نے سال ۱۴۳۱ھ کے آمد و خرچ کا تفصیلی میزانیہ پیش کرتے ہوئے جامعہ حقانیہ کے ملکی، ملی و دینی خدمات پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور ادارہ ہذا کی قبولیت عامہ، روز افزوں ترقی کو اللہ کا خصوصی انعام اور جامعہ کے بانی اور اس کے مخلص ساتھیوں اور معاونین کا عظیم کارنامہ قرار دیا۔

سال گزشتہ کے آمد اور اخراجات کے بعد سال ۱۴۳۲ھ کیلئے مطلوبہ بجٹ جو کہ سال کے لازمی اور روزمرہ کے اخراجات پر مشتمل تھا' شوریٰ کے سامنے پیش فرمایا۔ اس کے علاوہ ادارہ کے بعض اہم ترین اور فوری نوعیت کے عزائم و منصوبے مثلاً ایک عظیم الشان وسیع وعریض نئی جامع مسجد کی فوری ضرورت' جدید ڈسپنسری کا قیام' مدرسہ حاجرۃ للبنات کا آغاز' اساتذہ وعملہ کے مشاہرات میں اضافہ' نئے کمپیوٹرز کے حصول' اساتذہ و دیگر ملازمین کے رہائشی مکانات کی تعمیر کی طرف اراکین شوریٰ کو متوجہ فرمایا۔ اراکین شوریٰ نے دارالعلوم حقانیہ کے کارہائے نمایاں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے بہترین آراء وتجاویز سے ادارہ کے منتظمین کو نوازا۔ اس عزم کا اظہار فرمایا کہ حقانیہ کی مزید ترقی واستحکام کیلئے ہم ایک بار پھر حضرت شیخ الحدیثؒ کے مخلص رفقاء کا کردار ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ شوریٰ نے سالانہ بجٹ کے منظوری کے ساتھ آئندہ عزائم کے ابتدائی اخراجات کے طور پر منظوری توکلاً علی اللہ بامید آمد اس یقین کیساتھ دی کہ اللہ تعالیٰ اہل خیر کے ذریعہ اسکے مہیا کرنے کی صورتیں پیدا فرمادیں گے۔ بعد میں مہمانوں کی ضیافت کیلئے ظہرانے کا انتظام کیا گیا۔

دارالعلوم اور وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات کا انعقاد:

۲۵ رجون بروز ہفتہ ۲۰۱۱ء کو دارالعلوم کے تمام درجات کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے۔ بحمدللہ امتحانات بخیر وخوبی حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور اساتذہ کرام کی نگرانی میں اختتام پذیر ہوئے پھر ۳۰ رجون بروز جمعرات دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف کے بعد بروز ہفتہ ۲ رجولائی ۲۰۱۱ء وفاق المدارس کے زیرانتظام تمام وفاقی درجات کے امتحانات شروع ہوئے اور اسکے ساتھ ہی دارالعلوم کی سالانہ ڈھائی مہینے کی تعطیلات بھی شروع ہوئیں۔ ان شاء اللہ نئے تعلیمی سال اور داخلوں کا آغاز ۱۰ ارستمبر بروز ہفتہ شروع ہوں گے۔

جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی نوشہرہ میں متاثرین سیلاب کیلئے مثالی خدمات:

ملک کے ممتاز اور مثالی تعلیمی ادارے جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن نے عموماً ملک بھر' صوبہ پختونخوا اور ضلع نوشہرہ میں خصوصاً متاثرین سیلاب کیلئے مثالی اور قابل رشک خدمات سرانجام دیں ہیں۔ اسی سلسلے میں گزشتہ ماہ نوشہرہ کلاں میں جامعہ کے زیراہتمام متاثرین سیلاب اور نادار وغریب افراد کی اجتماعی نکاح وشادی کی تقریب منعقد کرائی گئی۔ اس تقریب میں 136 کے قریب جوڑوں کا نکاح پڑھایا گیا اور انہیں قیمتی گھریلو ساز وسامان سے نوازا گیا۔ تقریب کے منتظم اور روح رواں جامعہ کے استاذ حدیث اور بنوری ٹاؤن کے فعال ناظم حضرت مولانا امداد اللہ صاحب مدظلہ تھے جن کی متاثرین سیلاب کے لئے خدمات کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ انہوں نے کئی ماہ کی شبانہ روز محنت کے بعد ایک یادگار تاریخی اجتماع منعقد کرایا۔ اس سے قبل بھی مہتمم حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب اور حضرت مولانا امداد اللہ اور حضرت مولانا عطاء الرحمن صاحب مدظلہم نے کئی بے گھر افراد کو جامعہ کی طرف سے نئے گھر بنوا کر بھی دیئے تھے۔ تقریب میں مولانا حامد الحق حقانی اور مولانا راشد الحق ایڈیٹر ماہنامہ الحق نے دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے نمائندگی کی۔

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال ۳۳-۱۴۳۲ھ ۱۲-۲۰۱۱ء

کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)	ہفتہ	۱۲رشوال بمطابق 10 ستمبر ۲۰۱۱ء
جدید دورہ حدیث	اتوار	۱۳رشوال / 11 ستمبر ۲۰۱۱ء
جدید دورہ حدیث و موقوف علیہ	پیر	۱۴رشوال 12 ستمبر ۲۰۱۱ء
تکمیل۔سادسہ۔خامسہ	منگل	۱۵ رشوال 13 ستمبر ۲۰۱۱ء
رابعہ۔ثالثہ۔ثانیہ	بدھ	۱۶رشوال 14 ستمبر ۲۰۱۱ء **افتتاح**
اولی۔متوسطہ۔اعدادیہ	جمعرات	۱۷رشوال 15 ستمبر ۲۰۱۱ء

شعبہ حفظ

درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان سے ۱۴رشوال بمطابق ۱۲رستمبر تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۵،۱۶رشوال بمطابق ۱۳،۱۴رستمبر بروز منگل صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا ۔(امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔عمر ۱۳سال سے متجاوز نہ ہو۔دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء و تخصص فی الحدیث

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتا و تخصص فی الحدیث کیلئے داخلہ درخواست ۱۳رشوال 11 رستمبر دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور ٹیسٹ ۱۴ شوال بمطابق 12 ستمبر بروز پیر صبح 9:00 بجے ہوگا

نوٹ: ۱ (ا) تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔

نوٹ: ۲ امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائیں گے۔لہذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو۔ داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادراشناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادراشناختی کارڈ لائیں

نوٹ: ۳ حسب سابق دارالعلوم حقانیہ کے کتب میں داخل شدہ طلباء میں جو طلبا قراۃ والتجوید میں داخلہ لیں گے مقررہ اوقات میں قراۃ و تجوید پڑھایا جائے گا اور آخر میں کامیاب طلباء کو سندی دی جائے گی۔

(دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ 14 رستمبر ۲۰۱۱ء بروز بدھ ہوگا)

ادارہ

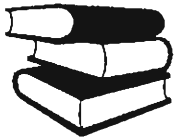

تعارف وتبصرہ کتب

کتاب: ایک آنکھ والا دجال مؤلف: ڈاکٹر گوہر مشتاق ضخامت: ۱۲۰ر صفحات قیمت: ۷۵ر روپے

ناشر: ادارہ بتول F-14 سید پلازہ 30 فیروز پور روڈ لاہور

ڈاکٹر گوہر مشتاق صاحب ملک کے معروف سکالر اور کئی علمی و تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اس کے تمام مشمولات اور محتویات پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصنیف کردہ کتابوں کی مختصر عرصہ میں کئی کئی اشاعتیں اور ایڈیشن نکل گئیں۔ اور اسی طرح آپ کی تالیفات و تصنیفات کا علمی دنیا میں بھرپور خیر مقدم کیا گیا۔ زیر تبصرہ کتاب آپ کے ان مقالات و مضامین کا مجموعہ ہے جو ماہنامہ ''بتول'' میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے' اس کتاب میں ان مسائل پر بحث ہے جو انسان اور دجالی تہذیب سے تصادم سے پیدا ہوتے ہیں یہ بحث قرآن و حدیث اور جدید سائنس کی روشنی میں کی گئی ہے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ فکری میدان میں نہ صرف دنیا کے دوسرے مذاہب بلکہ جدید سیکولر نظام بھی اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کتاب بارہ مضامین پر مشتمل ہے جس میں ہر مقالہ قاری کو نہ صرف دلچسپ معلومات فراہم کر رہا ہے بلکہ اس کو دعوت فکر بھی دے رہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ کتاب پڑھے لکھے طبقے تک پہنچائی جائے تاکہ اس سے کافی تعداد میں لوگ مستفیض اور مستفید ہوسکیں۔

کتاب: تحفۃ الائمہ مؤلف: محمد حنیف عبدالمجید ضخامت: ۷۸۲ صفحات قیمت: درج نہیں

ناشر: بیت العلم ٹرسٹ گلشن اقبال کراچی

زیر تبصرہ ضخیم کتاب میں ائمہ مساجد کی صفات ان کے لئے بزرگان دین کے نصائح آداب وعظ' مسجد کی ذمہ داریاں' اتفاق کی اہمیت مقتدیوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داریوں سے بحث کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر معلومات بھی اس کتاب میں وافر تعداد میں موجود ہیں۔ جس کے مطالعہ سے قاری اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ کتاب کی ثقاہت کے لئے شیخ الحدیث مولانا سلیم انور خان صاحب مدظلہ کی یہ شہادت کافی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مفتی مولانا محمد حنیف صاحب نے تحفۃ الائمہ کے نام سے ۷۸۲ صفحات کی ایک بیش قیمت کتاب تالیف فرمائی ہے۔ یہ کتاب باقاعدہ حوالوں کے ساتھ اکابر و اسلاف کی تحریروں پر مشتمل ہے' یہ تحفہ صرف ائمہ مساجد کے لئے مفید نہیں۔ ان شاء اللہ دوسرے علماء و طلباء اور عام مسلمان بھی اس کے مطالعے سے مستفید ہوں گے۔

وقت کے تقاضوں کی تکمیل...

ہمدرد ایک صدی سے زیادہ نہ صرف آپ کے دُکھ اور تکلیف میں فرحت و تسکین بخش رہا ہے بلکہ آپ کا ہمدم اور خیر خواہ بھی ہے۔ انسانیت کی خدمت اور پرورش کے لئے نہایت وسیع اقسام کی ہربل اور طبی مصنوعات موجود ہیں، جو صحت بخش ہونے کے ساتھ شفا بخش بھی ہیں۔

ہمدرد اس دور کے تقاضوں کی تکمیل، ترقی یافتہ سائنسی طریقوں کی مدد سے کرنے کے لئے سرگرم کار ہے۔

صحت انسانی کی بقاء اور بیماریوں کے اس سفر کے ساتھ ساتھ "ہمدرد" نے انسان دوست ادارے کی حیثیت سے تعلیم اور ثقافت کے فروغ میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔

ہمدرد

ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان

ISO 9001: 2008 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED

Al-Majeed, Hamdard Centre, Nazimabad No. 3, Karachi-74600, Pakistan. Tel: (+9221) 36616001-4, Fax: (+9221) 36611755, Email: headoffice@hamdard.com.pk,
Website: www.hamdard.com.pk

Blitz DDB

Regd.No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

مشاهیر

بنام

مولانا عبدالحق شیخ الحدیثؒ

ترتیب و تالیف توضیح و حواشی :

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

تقریباً پون صدی پر مشتمل اساطین علم ادب' علماء و محدثین' مشائخ و اکابرین امت' نامور اہل قلم شہسواران صحافت' دانشور و مصنفین' سیاسی زعماء حکمران وسلاطین کے مکتوبات نگارشات' تاثرات اور احساسات کا مجموعہ علمی، فقہی' مذہبی مسائل' ملکی تحریکات و بین الاقوامی سیاسی اتار چڑھاؤ اور عالم اسلام کو درپیش بحرانوں کے مدوجزر پر ارباب فکر و دانش کے خیالات و افکار کا ایک بڑا ذخیرہ مولانا سمیع الحق کے قلم سے ادبی تعارفی حواشی اور توضیحات مشاہیر کے خطوط کے عکسی نمونے

ضخامت: ۷۰۴ صفحات　　　　کتاب الحمدللہ چھپ کر آ گئی ہے

شائع کردہ :

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پاکستان